سیف الرضویہ علی عنق الجمنیہ

مصنف

رئیس المحققین جامع المعقول والمنقول

علامہ شاہد بندیالوی صاحب

مدرس دارالعلوم میمن کراچی۔

تخریج وترتیب

مولانا محمد حذیفہ قادری

ناشر

محبان رضا

فہرست

تمہیدی کلمات

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على من لا نبي

بعده اما بعد:

اللہ عزوجل نے جنہیں علم و فن اورعقلِ سلیم سے نوازا ہے ان کے مابین اختلاف ایک قدیم رَوِش ہے یہاں تک کہ بعض فروعی مسائل میں تو اختلاف خود باعثِ رحمت بن جاتا ہے مگر یہ اختلاف جب بربنائے تعصب ہو تو انتشار کا باعث بنتا ہے، مشہور مقولہ ہے۔

”التعصب اذا تملك اهلك“

اختلاف کی چار مذموم صورتیں:

پہلی صورت:

جب اختلاف سے دنیاوی اغراض ومقاصد کا حصول مقصود ہو تو یہ اختلاف باعثِ ہلاکت ہے۔

دوسری صورت:

جب اختلاف قرآن وحدیث کی نصوص کے معارض ہو تو باعث فتنہ بنتا ہے۔

تیسری صورت:

جب اختلاف عقل سلیم کے مخالف ہو تو کجی کا باعث بنتا ہے۔

چوتھی صورت:

اسی طرح جب اختلاف نفسانی خواہشات کے پیش نظر ہو تو بربادی باطن کا

باعث بنتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو کہ مذکورہ چار صورتوں میں سے کسی نہ کسی مذکورہ صورت کے تحت اختلاف کرتے ہیں۔

وجہِ تالیف:

کچھ دن قبل ریاض حسین شاہ صاحب نے ایک تقریر کی جس میں انہوں قرآنِ کریم کی تحریف کی، جس پر علمائے کرام نے توجہ دلائی کہ وہ اس تقریر سے رجوع کرلیں لیکن رجوع تو درکنار وہ آپ نے موقف میں دو قدم آگے بڑھ گئے، اس مثال کے مصداق ٹھہرے کہ **"الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"**۔

ستم بالائے ستم یہ کہئے کہ ان کے دفاع میں سکھر کے ایک نام نہاد شترِ بے مہار مولوی چمن زماں صاحب میدان میں آئے جنہوں نے دین وملت کی تمام حدیں پار کر دیں، تعصب و عناد اتنا کہ تبرا بازی پر اتر آئے اور اکابرین کو بھی برا بھلا کہہ ڈالا، موصوف نے بنام "محرف کون" ایک رسالہ لکھا جس میں اپنی جہالت کو واضح کرتے ہوئے ریاض شاہ کی بے جا تائید کی، حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ موصوف نفسِ مسئلہ پر گفتگو کرتے اور یہ ثابت کرتے کہ جو ریاض شاہ نے کہا ہے یہ تحریف نہیں بلکہ یہ معتمد و مستند تفاسیر میں موجود ہے مگر موصوف نے اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اکابرین کو برا بھلا کہا اور کہا کہ تم اگر ہمارے اکابر کو برا بھلا کہو گے تو ہم تمہارے اکابر کو کہیں گے اور یہ کسی خلطِ مبحث سے بعید نہیں۔

موصوف کہتے ہیں کہ بریلوی حضرات میری بات نہیں سمجھے۔

جناب ہم آپ کو دعوت مناظرہ دے چکے ہیں تاکہ ہم مخلصانہ طور پر بیٹھ کر اس نفس مسئلہ پر گفتگو کریں اور حقیقت آشکار ہو مگر آپ کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہم آپ کی طرح بھڑکیں نہیں بلکہ میدان میں اتر کر عملاً ثابت کرنا چاہتے تھے کہ آپ اس موقف میں خطا پر ہیں۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ہر باطل موقف رکھنے والا یہی کہتا ہے کہ دوسرا فریق ہماری بات نہیں سمجھ پایا یہ کہنا کوئی معنی خیز نہیں اپنے موقف کو شرعی دلائل سے ثابت کرنا اہمیت کا حامل ہے

پھر الزامی کی رٹ لگانا۔ اس طرح کسی سادہ آدمی کو دھوکہ تو دیا جاسکتا ہے مگر کسی صاحب علم و شعور والے کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا

آپ ہمت کیجئے اور ریاض شاہ کے بیان کو شرعی دلائل سے ثابت کیجئے کہ یہ شرع پاک کے مطابق ہیں ؟

یہ عجب دھوکہ ہے کہ میں سائل ہوں۔ پیارے !لگتا ہے آپ نے مناظرہ اچھے انداز میں نہ پڑھا ہے نہ پڑھایا ہے۔

میں یہاں اتنا کہوں گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ وظیفۃ السائل اور وظیفۃ المدعی بدلنے کے کیا مراحل ہیں ؟اور یہ بدلتا بھی ہے۔

مگر افسوس کہ جو کتابیں آپ کے درس میں برسوں سے شامل ہیں ان میں اتنی پتلی اور کمزور حالت ہے کہ آپ سمجھنے سے قاصر ہیں تو ان فنون کا کیا حال ہو گا جو آپ کے درس میں ہی نہیں ؟

اللہ اہل سنت کے حال پر رحم فرمائے کہ آپ جیسوں کے ہاتھ تدریس جیسی پاک نعمت ہے اور آپ اس کے ساتھ ناانصافی کے ساتھ ساتھ دجل وفریب سے بھی کام لیتے ہیں ، مقصود حق واضح کرنا نہیں ہے بلکہ اپنی خواہشات کی تکمیل کا نام اجراء مصطلحات رہ گیا ہے الی اللہ المشتکی۔ مشہور شعر ہے۔

چارہ گر روتے ہیں تازہ زخم کو
دل کی بیماری پرانی اور ہے

موصوف نے نفسِ مسئلہ پر گفتگو کرنے کے بجائے خلطِ مبحث سے کام لیا،اس پر جو شرعی خرابی تھی اسے بیان کرنے کی بجائے اس تحریف کا دفاع کیااور جو باتیں دیابنہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے حوالے سے کرتے تھے اس نے وہی الزامات اعلیٰ حضرت پر لگائے پھر اتنا جھوٹا اور کذاب شخص ہے کہ اس نے اپنی تحریر میں کذب بیانی سے کام لیا۔

راقم نے اس کے رسالہ "**محرف کون**" کا جواب لکھنا چاہا تو ہمارے دوست مفتی یونس انس القادری صاحب نے بتایا کہ میرزا امجد رازی صاحب اس کا جواب لکھ رہے ہیں تو میں رک گیا، مگر سید السادات، شیخِ مکرم، خوشبوئے بریلی، پاسبانِ مسلکِ رضا پیر سید مظفر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے راقم کو حکم دیا کہ میں اس کا جواب لکھوں۔ان کے حکم کی تعمیل میرے لیے واجب کا درجہ رکھتی ہے۔ جواب تو الحمد للہ علی احسانہ وفضلہ کچھ دنوں میں ہی فقیر نے لکھ دیا تھا مگر کمپوزنگ کے باعث تاخیر ہوتی رہی۔

راقم کا رسالہ دو باب اور چار فصلوں پر مشتمل ہے۔

بابِ اول کی فصل اول میں موصوف پر معقولی تعقبات کئے گئے ہیں اور فصل دوم میں مسئلہ مابہ النزاع کی روشنی میں اہلسنت کا موقف پیش کیا گیا ہے۔

باب دوم کی فصل اول میں تفسیر، اس کے متعلق کچھ تمہیدی مقدمات اور ترجمہ کی اقسام کا بیان ہے اور فصلِ دوم میں اعلیٰ حضرت پر کیے گئے اعتراضات کا جواب لکھا گیا ہے۔

آخر خاتمہ میں موصوف سے کچھ سوالات کیے گئے ہیں۔

اب اہلِ علم حضرات سے گزارش ہے اگر کسی شرعی گرفت پر مطلع ہوں تو ضرور آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

بابِ اول فصلِ اول:

موصوف پر معقولی تعقبات

موصوف کا پہلا جھوٹ:

موصوف کہتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت سے پیار کرتے ہیں۔۔الخ

اقول:

تعظیم بھی کرتا ہے تو نجدی مرے دل سے۔

عجب تماشہ ہے جن سے پیار کا دعویٰ کرتا ہے انہی کو سب وشتم کرتا ہے، اگر ہم یہ کہیں کہ اے چمن زمان! ہم تجھ سے پیار کرتے ہیں مگر سب وشتم بھی کرتے رہیں تو یہ دو معارض باتیں ہیں کوئی عقلِ سلیم رکھنے والا شخص اسے پیار و محبت سے تعبیر نہیں کرے گا ۔اگر کوئی پیار میں سب وشتم کرے تو کیسا لگے گا ؟ قارئین کرام یہ دو معارض باتیں ہیں جنہیں ہر عقل سلیم والا جان سکتا ہے۔

پہلے ہی صفحہ پر اعلیٰ حضرت کے بارے کہتا ہے:

اوروں کے خیالات کی لیتے ہیں تلاشی
اور اپنے گریباں میں جھانکا نہیں جاتا ۔۔الخ

اقول:

اس شعر کے تناظر میں خود دیکھو کہ کہاں کھڑے ہو؟ کدھر کو جاتے ہو؟ سو تم جیسے متلاشیانِ مال و زر ہمیں سکھائیں گے کہ ہم اعلی حضرت کی خبر لیں ہیچ تم جیسے واہیات سے زمانہ خالی نہیں کہ جس تھالی میں کھاتے ہو اسی میں ہی چھید کرتے ہو۔

موصوف خود ہی بیان کرے کہ سیدی اعلیٰ حضرت پر شعر کسنے کا چہ معنیٰ دارد؟

موصوف خود بیان فرما دے کہ پہلے مصرع کا مصداق کون؟ جو واضح ہے وہ موجودہ بریلوی حضرات ہی ہیں۔

اور دوسرے مصرع کا مصداق کون۔؟موصوف کی تحریر سے واضح ہے کہ وہ امامِ اہل سنت ہیں اور پھر موصوف عجیب دھوکہ دیتا ہے کہ میں پیار کرتا ہوں یا کہتا ہے میں نے الزامی بات کی ہے۔

کہتا ہے:

قرآن و حدیث کی جگہ مسلکی مسلمات نے لے لی ہے۔(رسالہ مذکورہ، صفحہ:۳)

موصوف کی جہالت:

مسلکی مسلمات اختراعی نہیں ہو سکتے بلکہ مسلکی مسلمات تو وہی ہوں گے جو اہلِ سنت کے مسلمات ہوں گے، ہمارے عرف میں یہ اطلاق بھی کیا جاتا ہے کہ تمہارا مسلک کیا ہے تو کہا جاتا ہے مسلکِ اہل سنت، معلوم ہوا کہ مسلکی مسلمات اور مسلماتِ اہلِ سنت میں نسبت تساوی کی ہے اور نسبت تساوی کے لیے دو موجبہ کلیوں کا ہونا ضروری ہے۔

پہلا موجبہ کلیہ:

جو مسلکی مسلمات سے ہوگا مسلماتِ اہل سنت سے ہوگا۔

دوسرا موجبہ کلیہ:

جو مسلمات اہلِ سنت میں سے ہوگا مسلکی مسلمات میں سے ہوگا۔

پہلا قضیہ:

جو مسلکی مسلمات سے منحرف ہو گا وہ گمراہ ہو گا، زید مسلکی مسلمات سے منحرف ہے، نتیجہ زید گمراہ ہے۔

دوسرا قضیہ:

جو مسلماتِ اہلِ سنت سے منحرف ہو گا وہ گمراہ ہو گا، زید مسلماتِ اہلِ سنت سے منحرف ہے تو زید گمراہ ہے۔

موصوف کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقائدِ اہلِ سنت سے خود تو منحرف ہے ہی ساتھ دوسروں کو بھی تذبذب کا شکار کرنا چاہتا ہے اور یہ عقائدِ اہلِ سنت پر بہت بڑا حملہ ہے کہ یہ جس کو علاقائی کا نام دے رہا ہے وہ چودہ صدیوں سے مسلمانوں کا مسلک ہے اور جس کو یہ قرآن و حدیث سمجھ رہا ہے وہ ایران کی ایک بند گلی ہے جس میں عزت مآب بک چکے ہیں۔

پھر موصوف اکیلا صرف مسلک کہتا تو کوئی توجیہ ہو سکتی تھی لیکن مسلکی مسلمات کہہ کر توجیہ کے احتمال کو رفع کر دیا، جس بندے کو مسلکی مسلمات کا علم نہ ہو، افسوس صد افسوس! وہ شخص مسلکی مسلمات پر گفتگو کر رہا ہے، اور ایسے ناہنجار لوگوں کے متعلق سیدِ عالم رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة “

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب فضل العلم، ج ۱: ص ۱۴ رقم الحدیث: ۵۹)

معذرت کے ساتھ یہ شخص مخاطب بنانے کا اہل ہی نہیں ہے مگر میرا مقصود عوامِ اہلِ سنت کو اس کے فتنے سے آگاہ کرنا ہے تاکہ میری نجات کا ذریعہ بن سکے اور اپنے اکابرین کا دفاع کر کے اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چل کر رسولِ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق بن سکوں۔

موصوف کی دوسری جہالت:

پھر کہتا ہے کہ قرآن و حدیث کی جگہ مسلکی مسلمات نے لے لی، حالانکہ مسلکی مسلمات قرآن و حدیث سے ہی ثابت ہوتے ہیں موصوف مخبوط الحواس ہو چکے اس ناواقفِ عقائدِ اہلِ سنت کو کوئی بتائے کہ مسلکی مسلمات قرآن و حدیث سے مغائر نہیں ہوتے۔

موصوف کی تیسری جہالت:

پھر موصوف جس دین کی دعوت کو مسلک پرستی کہہ رہا ہے تو وہ عینِ دین ہے جبکہ عینِ دین کو مسلک پرستی کہنا یہ جنون کے مترادف ہے۔

قال:

دین کی دعوت نے مسلک پرستی کی چادر اوڑھ لی۔۔الخ

اقول:

موصوف جس دین کی دعوت کو مسلک پرستی کہہ رہا ہے وہ تو رہنے دیں، اب یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا تو موصوف جاہل ہے یا موصوف بند گلی میں بکنے والے عزت مآب کی روش پر ہے، جب عین دین کو مسلک پرستی کہنا یہ جنوں کے مترادف ہے جس سے موصوف یہ کہنا چاہتا ہے کہ جو عقائدِ اہلِ سنت ہیں یہ ذاتی اور اختراعی وجود کا حاصل ہے نہ کہ قرآن و حدیث کا، ہاں! جن کے نزدیک قرآن و حدیث کا مفہوم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنا، دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر حملہ کرنا، افضلیتِ شیخین کے مسئلے پر ناپاک گفتگو کرنے والوں کا حامی ہونا، صحابہ کرام پر نشتر

چلانا اور اکابرینِ اہلِ سنت پر تبرا کرنا ہو، ان کے نزدیک تو مغائرت بنتی ہے۔

شعر

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا نام خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

شعر

شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے میں

قال:

پچھلے چند سالوں سے وطنِ عزیز پاکستان میں اہلِ حق اور نواصب کے درمیان تنازع کی فضا شدید گرم ہے۔۔الخ

اقول:

خارجی فکر کے حامل شخص سے کیا بات کی جائے، تم نے یہاں دو لفظ بولے: **"اہلِ حق اور نواصب"**، ان دونوں میں نسبت تباین کی ہے، تباین کا مستفاد سالبہ کلیہ ہے۔

میرا سوال ہے کہ اہلِ حق کی فہرست پیش کی جائے اور اہلِ نواصب کی بھی۔

اور دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ مسئلہ باب العقائد سے ہے تو کیا اس میں تعداد معنیٰ خیز ہے یا نہیں۔۔؟

یہ میرے سوال تم پر قرض ہیں ان سوالوں کا جواب دینے کے بعد ہی معلوم ہو گا کہ تمہارے نزدیک معیارِ حق کیا ہے اور معلوم ہو گا کہ ہم کسی ذی شعور اور ذی فہم سے مخاطب ہیں۔

اور یہ بہانہ نہ بنایا جائے فہرست پیش کرنے کا اگر تم فہرست نہیں پیش کر سکتے تو قاعدہ کلیہ پیش کر دو جس سے ناصبی اور حق والوں کو پہچانا جا سکے اور چند افراد بھی پیش کر دو کہ یہ ہیں اہل حق اور یہ ہیں اہل نواصب تا کہ ہم اس کے ذریعے نسبت تباین کی توضیحا معرفت حاصل کر سکیں۔

قال:

خطرناک امر یہ ہے موجودہ ناصبیت میں سب سے بڑا کردار محرّفِ بریلویت کا ہے۔۔الخ

اقول:

جناب آپ اس محرّف بریلوی کی نشاندہی فرما دیتے تا کہ حق و باطل میں امتیاز ہو سکے، اگرچہ آپ کی تحریر نے محرف کو متعیّن کر دیا ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ جمیع بریلوی محرف ہیں یا بعض؟ سب بریلوی مراد تو پھر حدِ فاصل کیا ہو گی اگر بعض مراد ہیں تو ان کی حدِ فاصل کیا ہو گی اگر آپ اصول پیش کر دیں تو مسئلہ منکشف ہو جائے گا۔

اصول پیش کرتے ہوئے یہ بات ضرور ملحوظ رکھے گے کہ وہ مسئلہ مکمل منکشف ہو نہ کہ مبہم یعنی اگر آپ یہ کہیں کہ اہل بیت کی بے ادبی سے خارج ہو جاتا ہے تو پھر آپ بے ادبی کی تعریف اور حد فاصل جو جامع و مانع ہو بیان فرمائیں گے۔

اور صحابہ کی بے ادبی جو کرے وہ بھی تا کہ مسئلہ واضح ہو اور احباب کو خصم برحق کو پہچاننے میں آسانی ہو۔

قال:

کوئی بھی ذی شعور انسان جب ان باتوں کو جان لیتا ہے تو اس طبقے سے صرف نفرت ہی نہیں بلکہ سخت نفرت کرتا ہے، بندہ اپنے خالق و مالک کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس کریم نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی آل پاک کے در کی نوکری کی توفیق بخشی اور اس پروپیگنڈے بعض طبقے سے نجات عطا فرمائی۔ (ص ۴)

اقول:

جناب اس طبقے کا اطلاق کس پر ہے اس کا تعین کرنا آپ پر قرض ہے، ہاں! آپ کی بات سے تو یہی عیاں ہے کہ جس طبقے سے آپ نجات کہہ رہے ہیں تو یہ حصول تبھی ہو گا جب آپ اس میں داخل ہوں کیونکہ خروج دخول کی فرع ہے اس سے چھٹکارا تبھی حاصل ہو گا جب آپ اس میں داخل تھے، آپ جلالی صاحب کے ساتھ تو وابستہ نہیں تھے کہ آپ کہیں کہ میں نے اس سے نجات حاصل کی، آپ تو اہلِ سنت سے وابستہ تھے تو کیا ہم آپ کی بات سے یہ سمجھیں کہ اب آپ مسلکِ اہلِ سنت پر نہیں ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ کو جب نجات ملی تو کیا پہلے آپ ناصبی تھے۔۔؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ آپ نعرہ تحقیق کے حوالے سے اپنا جو موقف رکھتے تھے اسے بھی بیان فرمادیں۔

سید عرفان شاہ صاحب کو جن لفظوں سے یاد کرتے تھے اسے بھی بیان کر دیں اور دیگر سادات کے بارے آپ کیا موقف رکھتے تھے، اس کو بھی واضح کر دیں۔

شعر

ابھی کچھ بیان تھا کہ ابھی کچھ بیان ہے
گویا تیری زبان کے نیچے زبان ہے

چوتھا سوال یہ ہے کہ یہ آل پاک جس کے در کی نوکری ہے اس کا بھی تعین کر دیں کہ اس آل پاک میں کاظمی شاہ صاحب، پیر سید جلال الدین شاہ صاحب، سید محمود احمد رضوی، سید دیدار علی شاہ صاحب، سید جماعت علی شاہ صاحب اور سید مراتب علی شاہ صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں یا نہیں ؟

یا صرف وہ دو تین افراد ہی ہیں جنہیں تم نے آگے بیان کیا ہے یعنی عرفان شاہ اور ریاض شاہ !

ویسے نمک حلالی کا تقاضا یہ تھا تیسرے کا نام بھی لیتے اور یہ بھی بتا دیں کہ جو آل پاک عقائدِ حقہ ثابتہ پر قائم تھے ان کے در کی نوکری حقیقی نوکری ہے یا نہیں اور اسے بجا لانا ایمانیات میں سے ہے یا نہیں ؟ قال و لا تکن من الغافلین !

قال:

پیر سید ریاض حسین شاہ صاحب کے خطاب میں سے ایک ٹکڑا قطع و برید کے ساتھ شیئر کیا گیا۔۔الخ

اقول:

جی صحیح کہا پورا خطاب کا جواب نقل کرنا چاہیے تھا، ہر پھنسنے والا یہی شکایت کرتا ہے جو تم نے کی، قطع و برید ایسے طریقے سے کرنا کہ جملے آدھے نقل کرنا جس سے

مفہوم ختم ہو جائے جو سیاق و سباق کے منافی ہو یا مفہوم صریح کے مخالف ہو یہ قطع و برید واقعی معیوب ہے جبکہ ریاض شاہ کے کلپ میں جو نقل کیا یا تبصرہ کیا اس میں کوئی ایسی علت نہیں، ہم اگلی فصل میں اس تقریر پر کچھ روشنی ڈالیں گے ان شاء اللہ عزوجل۔

قال:

سو ناصبی طبقے نے اپنی موروثی روش کو برقرار رکھتے ہوئے حضور مفکر اسلام پر خوب تبرا بازی کی۔(ص:۷)

اقول:

معلوم ہوا کہ آلِ رسول ﷺ کسی مسئلے میں خیانت کریں یا شرعی اعتبار سے منحرف ہوں تو ان کا رد کرنا تبرا بازی ہے یا پھر دوسری صورت مطلقاً آلِ رسول ﷺ کا رد کرنا تبرا بازی ہے، آپ کے نزدیک قضیہ کی ترتیب یوں ہوگی،

پہلا قضیہ:

صغریٰ: متعفن چمن آلِ رسول کا رد کرتا ہے۔

کبریٰ: ہر وہ شخص جو آلِ رسول کا رد کرتا ہے وہ آلِ رسول پر تبرا کرتا ہے۔

نتیجہ: لازماً متعفن چمن آلِ رسول پر تبرا بازی کرتا ہے۔

دوسرا قضیہ:

صغریٰ: چمن آلِ رسول پر تبرا بازی کرتا ہے۔

کبریٰ: جو آلِ رسول پر تبرا بازی کرے وہ ناصبی ہوتا ہے۔

نتیجہ: لازماً چمن ناصبی ہے۔

سوال:

چمن نے آلِ رسول کا رد کیا ہے۔

جواب:

اسی کے خود ساختہ دعوؤں سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی آلِ رسول کا رد کرے تو آلِ رسول پر تبرا بازی کرتا ہے اور تبرا بازی کرنے والا ناصبی ہے۔

تو کتنے سادات جو موجودہ ہیں یا گزر چکے، جو مسلکِ حقہ ثابتہ پر قائم رہے، ان کا رد کیا ہے، رد کرنے کے تین معنوں میں سے دوسرا معنیٰ متحقق ہے، لہذا ان قضایا کی ترتیب سے لازم آئے گا کہ اس نے تبرا بازی کی ہے اور یہ ناصبی ہے، اگر یہ دوسری صورت بنائے کہ مسئلہ شرعی میں رد کرنا یہ تبرا بازی نہیں اور نہ ہی اس سے ناصبیت لازم آتی ہے تو پھر مسئلہ واضح ہے دونوں حکم جو موصوف نے لگائے ہیں ناصبیت اور تبرا بازی دفع ہو جائیں گے اور موصوف کا کذب و خیانت و اتہام ثابت ہو جائے گا موصوف پر لازم ہے کہ جلد از جلد توبہ کرے۔

قال:

راقم الحروف اس انتظار میں رہا کہ اگر کوئی معقول شخص اس سلسلے میں کوئی ڈھنگ کی بات کرے تو اس کو مخاطب بنایا جائے یا اس کی بات پر کان دھرے جائیں. الخ(ص:۷)

اقول:

معلوم ہوا کہ ریاض شاہ کے کلام کو تحریف نہیں سمجھتا جبھی تو کہا کہ کوئی ڈھنگ کی بات کرے، سو یہ طے ہو گیا کہ موصوف کے نزدیک یہ تفسیر درست ہے موصوف کا

بھی تحریف معنوی کا مرتکب ہونا لازم آیا کیونکہ کسی شئے کی تصدیق کرنے والا وہ قائل کی مثل ہوتا ہے۔

قال:

پھر معلوم ہوا کہ لاہوری شتر بے مہار گستاخ سیدہ کائنات بدبخت دجالی بھی اپنی تھوتھنی ہلائے بغیر نہیں رہ سکا۔۔الخ (ص:۷)

اقول:

یہ ایک مہذب اخلاق یافتہ شخص کے جملے ہیں جو دوسروں کو بدتمیزی کا الزام دیتا ہے۔

ے

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

موصوف کو معقولی بننے کا بڑا خام خیال ہے۔

صغریٰ: ڈاکٹر سیدہ پاک کا گستاخ ہے۔

کبریٰ: جو شخص سیدہ پاک کا گستاخ ہو گا وہ گمراہ ہو گا۔

نتیجہ: ڈاکٹر گمراہ ہے۔

مولوی صاحب!

صغریٰ کا فعلیہ ہونا شرط ہے اور یہی درست موقف ہے اور فعلیت تیرے ذمے باقی ہے جو کہ تو تا حشر ثابت نہیں کر سکتا، صغریٰ ممکنہ کی صورت میں نتیجہ حاصل نہیں ہوتا۔ صحیح تحقیق کے مطابق نتیجہ حاصل ہونا اس سے درست نہیں۔

تنبیہ:

قارئین کرام! میں ڈاکٹر صاحب کا نہ شاگرد ہوں نہ مرید اور نہ ہی تنظیم کا حصہ، بندہ ناچیز تو فقط حق کی اتباع کرتے ہوئے حق والوں کے ساتھ ہے اور اس مقولہ پر قائم ہے اور باقی احباب اہلِ سنت کو بھی اسی مقولہ کی اتباع کو لازم پکڑنے کی درخواست کرتا ہے تو ان شاءاللہ کبھی گمراہ نہیں ہوں گے جبکہ ہمارے ہاں معکوسی صورت نے نظام کو منہدم کردیا ہے۔

”لا یعرف الحق من الرجال بل یعرف الرجال من الحق“

قال:

اس بدبخت کا تو مقدر ہی یہی ہے کہ اب وہ صدا اولادِ رسول کو بھونکتا ہی رہے گا۔۔الخ

اقول:

واہ کیا بات ہے جلالی کا یہ عیب تیرے نزدیک اتنا مستحکم اور مضبوط یقینی ہے کہ کل کے بارے میں بھی بتایا کہ بھونکتا رہے گا، واہ! تمہارے نزدیک ابھی بھونک رہا ہے، تو اسی پر تو نے کہا مستقبل میں بھی بھونکتا رہے گا۔

او بدبخت!

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خاتمے کا تجھے علم نہ ہو سکا کہ ان کا خاتمہ بھی بالخیر اور بالخیر کا نتیجہ لازمہ بالحسنیٰ، وہاں تجھے موت پڑ گئی کہ تمام صحابہ کو جنتی نہ کہو معلوم نہیں کہ وہ جنتی ہیں یا نہیں۔

روافض کی پیروی میں اتنا اندھا ہو گیا کہ تیرے دل پر سیاہ دھبہ لگ گیا اور صحابہ کرام کے خاتمہ بالخیر یا جنتی ہونے کا تجھے نظر نہ آیا اور دوسروں کے بارے میں یہ نظر آگیا۔

قال:

جس نامراد کو مدینہ مشرفہ سے رسول اللہ ﷺ نے دھتکار دیا۔۔الخ

اقول:

جناب !رسول کریم ﷺ آپ کو خواب میں بیان کر گئے ہیں۔۔؟شاید آپ کو خواب آیا ہو کیونکہ آپ کے والد محترم کو بھی بڑے خواب آیا کرتے تھے یا پھر یہ بہتان باندھا کہ رسول کریم ﷺ نے دھتکارا ہے۔

اور رسول کریم ﷺ کی طرف اس بات کو منسوب کرنا جو رسول کریم ﷺ نے نہیں فرمائی، شرعاً واخلاقاً کتنا بڑا جرم ہے، ملاحظہ کیجیئے:

" مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من النیاحۃ علی المیت ج۱ ص۴۳۴ رقم الحدیث ۱۲۲۹)

یہ حدیث متواتر ہے مگر تم کو کیا معلوم کہ متواتر کیا ہے، تمہاری متواتر کی بحث کا فقیر نے اپنے رسالہ "سمة الجاهلية من منكر إسلام الأولية" میں رد کیا ہے۔

سوال:

رسولِ کریم ﷺ کے روضہ انور کی خدمت کرنے والے اور آنے والے زائرین تمہارے نزدیک کیا مقبولِ بارگاہ ہیں۔؟

تمہاری گفتگو سے تو یہی لگ رہا ہے کہ وہاں جانے اور خدمت کرنے والا مقبولِ بارگاہ ہے حالانکہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی اور مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہا اللہ تعالیٰ دونوں پر پابندی تھی، تو آپ ان کے بارے میں کیا کہیں گے کہ دونوں حضرات بارگاہِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دھتکارے ہوئے تھے۔؟ معاذ اللہ!

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے حجازِ مقدس کانفرنس کی تھی، اس کا پس منظر کیا ہے؟ یہ عرفان شاہ صاحب سے ہی پوچھ لیجئے گا او ظالم آدمی! کسی کے بغض میں اتنے اندھے نہیں ہوتے کہ شریعت کی حدود کو ہی پامال کر دیا جائے۔

قال:

شاید اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ۚۖ

(سورۃ اعراف:۱۸۲)

اقول:

جیسا کہ تمہارا ریاض شاہ تفسیر قرآن کرتا ہے، کسی آیت کو ایک مومن پر چسپاں کر دیا، حالانکہ یہ آیت کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قال:

بندہ آج بھی منتظر ہے کہ کوئی مائی کا لعل آگے بڑھے اور اصول کی روشنی میں حضور قبلہ پیر سید ریاض حسین شاہ جی دامہ کی گفتگو کو تحریف ثابت کرے۔۔(ص:۸)

اقول:

پھر ایک بار آپ نے اس بات کا ثبوت پیش کیا کہ جناب کے نزدیک تحریف نام کا وجود ہی نہیں، جناب اسی بات کے ہی مدعی ہیں کہ یہ تحریف نہیں ہے۔

ابھی تک توکسی حلالی عادتوں والے نے یہ نہیں کہا کہ ریاض شاہ کی گفتگو تحریف نہیں ہے۔

اگر کوئی تجھ جیسے نے کہا ہے تو ابھی تک اپنے موقف کو ثابت نہ کر سکے کہ بھائی یہ لو دلائل اور مآخذ و مصادر جو شاہ صاحب نے فرمایا ہے، یہ اصول مفسرین کی روشنی میں درست بھی ہے اور اہل سنت کا موقف بھی ہے۔

ابھی تک توکسی ماں نے ایسا پتر نہیں جنا جو ثابت کر سکے۔ اور الحمد للہ امام اہل سنت کے ادنی غلام نے یہ ثابت کر دیا ہے جو ریاض شاہ نے کہا ہے وہ تحریف معنوی ہے اور الزامات بھی ھباء منثورۃ کی طرح ہو چکے۔

ابھی تو تیرا امام اہل سنت کے ادنی سے غلام سے واسطہ ہے۔ و اللہ امام اہل سنت کے وہ غلام بھی موجود ہیں کہ جن کے سامنے تو چونک بھی نہیں سکتا۔

ہاں دو چار وہ جو تیرے مزاج کے ہیں وہ ہو سکتا ہے تیری کسی غیر مہذب گفتگو جو لایعنی ہونے کے ساتھ ساتھ تعصب و عناد پر مشتمل ہے خوش ہو جائیں مگر کوئی بھی ذی شعور آدمی داد و تحسین نہیں دے گا۔

قال:

بونے ناصبی کا میسج آیا۔۔الخ

اقول:

جنابِ من !میں نہیں جانتا وہ کون ہیں۔؟آپ کسی صاحبِ علم وفن سے گفتگو کرتے نہ کہ واٹس ایپ پر ایک لاعلم شخص کو موقع غنیمت جانتے ہوئے مخاطب بنا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ احباب علم سے کورے ہیں ۔ یہ تو آپ کے اپنے علم سے کورے ہونے کی دلیل ہے۔

قال:

سوالات:

- حضور قبلہ شاہ جی نے آیتِ مقدسہ کے بعد جو جملہ فرمایا کیا وہ ترجمہ ہے۔ ؟
- اگر حضور قبلہ شاہ جی کا جملہ ترجمہ ہے تو ترجمہ کی کون سی قسم ہے ؟
- نیز تحریف کی تعریف کیا ہے؟ تعریف جامع اور مانع ہو۔
- "مکاناً علیاً" میں ترکیب توصیفی ہی متعین ہے یا کوئی دوسرا احتمال بھی ہو سکتا ہے۔
- اور کیا ہر وہ مقام جہاں بظاہر ترکیب توصیفی ہو وہاں ظاہری صفت کو ظاہری موصوف سے کاٹنا تحریف قرار پائے گا یا نہیں۔؟(ص۹)

اقول:

ان شاءاللہ عزوجل !موصوف کے ان سوالات کا جواب آگے ریاض شاہ کی گفتگو میں آرہا ہے۔

قال:

پھر میں نے پوچھا اگر کوئی شخص بسم اللہ شریف میں الرحیم سے رسول اللہ کی ذات مراد لے تو کیا یہ بھی تحریف ہے۔

اقول:

جنابِ من! یہ خوامخواہ اس شخص کو الجھا کر اپنا باطل موقف ثابت کرنا ہے، ریاض شاہ کی عبارت اور اس عبارت میں زمین وآسمان کا فرق ہے، کہاں ریاض شاہ اور کہاں امام سلمی!

میں چاہتا ہوں کہ میں صاحب سلمی کے حوالے سے کچھ عرض کر دوں، آپ نے جس تفسیر سلمی کا حوالہ دیا، وہ ایک متنازعہ تفسیر ہے، یہ امام حاکم جیسے حافظ الحدیث اور صوفیاء کے شیخ ابوالقاسم قشیری جیسے صوفی شخص کے استاذ ہیں، اس کے باوجود ان کی تفسیر پر نقد وارد کیا گیا ہے،

محمد بن یوسف نیشاپوری قطان (م ۴۲۲) نے کہا کہ تفسیر سلمی والے ثقہ نہیں ہیں۔

(تاریخ بغداد، ج ۳ ص ۴۲)

خطیب بغدادی مزید فرماتے ہیں:

وہ صوفیاء میں ایک مقام رکھتے تھے۔

(تاریخ بغداد، ج ۳ ص ۴۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خطیب بھی اس طعن کو پسند نہیں کرتے اور حکایت کے طور پر قول نقل کیا۔

امام شمس الدین ذہبی فرماتے ہیں کہ امام سلمی بیان حدیث میں قوی نہیں تھے ان کی تصانیف میں احادیث اور حکایات موضوع بھی موجود ہوتے ہیں ان کی تفسیر کے بارے میں نقد بھی کیا گیا ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۷، ص ۲۵۰۔۲۵۲)

علامہ ذہبی نے فرمایا:

ان کی تفسیر کو حقائق تفسیر کہا جاتا ہے یہ تحریف پر مشتمل ہے۔

(المغنی فی الضعفاء، ج ۲ ص ۵۷۱)

حافظ ابن صلاح نقل فرماتے ہیں کہ:

جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ یہ تفسیر ہے تو کفر ہے۔

(فتاوی ابن الصلاح ج ۱ ص ۱۹۷، ۱۹۶)

فقیر کی رائے:

ہم ان کی رائے سے متفق نہیں ہیں، امام سیوطی ہوں یا کوئی دوسرے صاحبِ علم ونظر، یاد رہے یہ تفسیر نہیں ہے بلکہ مخفی اشارات پر مشتمل دقیق کلام ہے اور امام سلمی نے اپنے خطبہ میں اس کی طرف اشارہ بھی فرمایا ہے کہ میں اہلِ حقیقت کے اقوال کی طرف اشارہ کروں گا جس کے لیے تفسیر سلمی کا خطبہ دیکھا جا سکتا ہے

(تفسیر سلمی وھو حقائق التفسیر، امام ابو عبد الرحمن محمد بن حسین بن موسی الازدی السلمی، ت: ۴۱۲ھ ج ۱، ص: ۱۹، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶م)

یہاں تفسیر اشاری کے بارے میں کچھ بتانا ضروری ہے کیونکہ اس کو تفسیر اشاری

کہاجاتاہے۔

تفسیر اشاری کی تعریف:

قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، اس کے باطن کو صوفیاء تفسیر اشاری کہتے ہیں۔

تفسیر اشاری کی شرط:

ان يصح علي مقتضي الظاهر المقرر في لسان العرب بحيث يجري علي المقاصد العربية وثانيه ان يكون له شاهد نصا او ظاهرا في محل اخر يشهد لصحته من غير معارض

(الاتقان فی علوم القرآن، امام جلال الدین سیوطی، ت: ۹۱۱، ص ۳۴۶ ج:۲ بیروت، دار الکتب العلمیہ)

وضاحت شرطِ اول:

ظاہر ہے کہ قرآن عربی میں نازل ہوا ہے اگر کلام عربی اس کی اجازت نہ دے تو ایسی تفسیر باطنی بھی شرعی طور پر درست نہیں ہوگی۔

وضاحت شرطِ دوم:

اگر اس کا کوئی شاہد ہی نہ ہو، کوئی دلیل ہی نہ ہو، دوسرے مقام پر یا ہو تو اس کے معارض ہو تو قرآن کے حوالے سے یہ محض دعویٰ ہوگا جس کی کوئی دلیل نہیں ہوگی اور دعویٰ بغیر دلیل کے علماء کے ہاں مقبول نہیں ہے۔

کثیر علماء نے ان تفاسیر کو قبول کیا، جیسا کہ علامہ تفتازانی، علامہ قرطبی اور علامہ

شاطبی وغیرہم ہیں۔

چند تفاسیر:

تفسیر تستری، تفسیر سلمی، تفسیر ابن عربی، عرائس البیان، تاویلات نجمیہ۔

خلاصہ کلام:

تفسیر اشاری کی شرائط:

ظاہر نظمِ قرآنی کے منافی نہ ہو، اس کے لیے کوئی شاہد بھی ہو، وہ معارض شرعی یا عقلی نہ ہو اور یہ دعویٰ بھی نہ ہو کہ یہ مراد ہے نہ کہ ظاہر۔

موصوف کی خباثت:

علامہ سلمی معنیٰ بیان کرتے ہوئے نام لیتے ہیں کہ ابن عطاء اللہ، ابنِ واسطی یا فلاں نے بیان کیا اور بعض مقامات پر اطلاق میں قول ضعف کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں جیسے قیل سے بیان کرتے ہیں یا پھر قیل سے یہ اشارہ ہوتا ہے کہ جو معنیٰ بیان کیا گیا ہے اس کا قائل معلوم نہیں اور قائل کا معلوم نہ ہونا بھی ضعف کی طرف اشارہ ہے۔

موصوف کی خیانت:

موصوف جو امام سلمی کی عبارت کو الزامی طور پر پیش کرنا چاہ رہا ہے تو یہ خلافِ مقصود عبارت سے استدلال ہے امام سلمی نے ایک ترکیبی معنیٰ صفت بنا کر کہیں بھی نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ ہم اللہ تک رسول کریم ﷺ کے سبب و ذریعے سے پہنچتے ہیں، یہاں ایک خفی اشارہ مقصود ہے نہ کہ ترکیب بیان کرنا، میں قارئین کے فائدے کے لیے پوری عبارت نقل کر دیتا ہوں:

وقيل ان معني الرحيم أي بالرحيم وصلت الي الله و الي الي الرحمن والرحيم بعث محمدا في قوله بالمومنين روف رحيم كان معناه يقول بسم الله الرحمن الرحيم و بالرحيم محمد وصلتم الي ان قلتم بسم الله الرحمن الرحيم والرحيم هو الذي يقبلك بجميع عيوبك اذا اقبلت عليه و يحفظك اتم الحفظ في العاجلة وان ادبرت لاستغنائه عنك مقبلا ومدبرا-

(تفسیر سلمی وھو حقائق التفسیر، امام ابو عبد الرحمن محمد بن حسین بن موسی الازدی السلمی ،ت:۴۱۲ھ ج۱، ص: ۳۳، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶م)

خود ملاحظہ فرمائیں کہ صاحب سلمی یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں، اس میں کون سی تحریف ہے جو موصوف کے مقصود کو نفع دے رہی ہے اور دوسری جگہ جو "مکاناً علیاً" ہے۔

(۱) تو علیاً سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم مراد لینا جو کسی اعتبار سے درست نہیں اگر ہے تو موصوف ثابت کریں۔

(۲) سلمی کی عبارت میں ایک دقیق معنیٰ کی طرف اشارہ ہے جو مقصدِ تنزیل کے بالکل مخالف نہیں۔

(۳) ریاض شاہ کی عبارت اور صاحب سلمی کی عبارت میں زمین و آسمان کا فرق ہے، کہاں سلمی جیسی شخصیت اور کہاں یہ ریاض شاہ کی علمی حیثیت؟

(۴)صاحب سلمی نے جواشارہ بیان کیا جس کی تائید دوسری نصوص سے واضح ہے جبکہ ریاض شاہ نے جو معنٰی بیان کیا وہ کسی بھی نص سے واضح نہیں۔

(۵)صاحبِ سلمی نے جو معنٰی بیان کیا تو اس میں معنوی اعتبار سے کوئی خلل نہیں جبکہ ریاض شاہ نے جو معنٰی بیان کیا ہے وہ ترکیبی اصول کے ہی خلاف ہے، جسے ہم آگے چل کر بیان کریں گے ان شاء اللہ عزوجل۔

یہ پنجتن پاک کی نسبت سے پانچ فرق بیان کیے، پھر تمہارا یہ کہنا کہ امام قرطبی جیسے بندے نے اس کو باقی رکھا ہے یہ سوالات بھی رفع ہو گئے۔

دوسری بات اگر "مکاناً علیاً" کی تفسیر اور اس دلیل میں کوئی تفسیری مناسبت ہے تو ضرور بیان فرمائیے ہمیں آپ کا انتظار رہے گا ورنہ بزرگوں کی کتابوں میں تحریف کرنا اور بزرگوں پر الزام لگانا چھوڑ دیجیے، کسی کی حمایت میں دین و شریعت کی اہمیت کو نظر انداز کرنا اللہ و رسول کی شریعت کو پس پشت ڈالنا رسولِ کریم ﷺ کی شفاعت سے محرومی کا باعث ہے، تم آخرت میں رسولِ کریم ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟

پہلا قضیہ:

صغرٰی:

ریاض شاہ نے قرآن میں تحریف کی ہے۔

کبرٰی:

اللہ کے اولیاء قرآن میں تحریف نہیں کرتے۔

نتیجہ:

ریاض شاہ اللہ کے اولیاء میں سے نہیں ہے۔

دوسرا قضیہ:

کبریٰ:

علمائے حقہ قرآن میں تحریف نہیں کرتے۔

صغریٰ:

ریاض شاہ نے قرآن میں تحریف کی ہے۔

نتیجہ:

ریاض شاہ علمائے حقہ میں سے نہیں ہے۔

خلاصہ کلام:

☆صاحبِ سلمی کا قائل کا ذکر کیے بغیر محض قول نقل کرنا اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہے۔

☆صاحبِ سلمی کا تفسیر باطنی کرنا دوسری نصوص کے معارض نہیں جبکہ ریاض شاہ کا کلام دوسری نصوص کے معارض ہے۔

☆رسول کریم ﷺ کی ذات کو رب تک پہنچنے کا وسیلہ کہنا یہ بالکل شریعتِ مطہرہ اور نصوص کے موافق ہے جبکہ ریاض شاہ کا کلام نصوص کے موافق نہیں۔

صاحبِ سلمی کی تفسیر پر علماء کو تحفظات ہیں۔

صاحب سلمی کے قد اور ریاض شاہ کے قد میں زمین و آسمان کا فرق ہے، تحریف

کے مقابل عدمِ تحریف کی مناسبت پیش کرنا یہ خیانت اور جرم ہے۔

فصلِ دوم:

اس فصل میں جو مابہ النزاع کا سبب ہے اس پر گفتگو ہو گی سید ریاض شاہ صاحب نے دوران تقریر جس آیتِ کریمہ کو اپنا موضوع سخن بنایا﴿ وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴾ جس تحریف کا ارتکاب کیا قارئین پر یہاں واضح ہو گا، اور اس فصل میں چند امور لائیں گے۔

اولاً: ریاض شاہ کی گفتگو اور اس سے انحرافِ اہلِ سنت۔

ثانیاً: تحریف کی بحث۔

ثالثاً: آیت کا شانِ نزول و تفسیر۔

ہم ریاض شاہ کی گفتگو نقل کریں گے اس کے بعد اس پر کلام کریں گے۔

اولاً: ریاض شاہ اور اس کی گفتگو:

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ورفعنہ مکانا علیا صدق اللہ مولانا العظیم و بلغنا رسولہ النبی الکریم و نحن علی ذلک لمن الشھدین والشکرین والحمد للہ رب العلمین درود شریف پڑھیں اللھم صل وسلم علی سیدنا و نبینا و مولانا و علی ال سیدنا و نبینا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ۔

قابل صد احترام حاضرین مجلس سادات کرام ارباب علم و دانش میں محترم امان

اللہ خان جنتور صاحب کی دعوت پر ایک اتفاقی نشست کے لئے حاضر ہوا یہاں اپنے دائیں بائیں سادات کرام کی ایک کہہ کشاں سے جی پائیں علمائے کرام کی زیارت ہوئی، آپ احباب سے ملاقات ہوئی یہ لوگ جو میرے ساتھ بیٹھے ہیں یہ مرتبے میں مجھ سے بڑے ہیں میں ان کی صف کا سب سے چھوٹا انسان ہو ایک طویل عرصہ جماعت کی خدمت نصیب ہوئی یہ سب احباب عزت سے نوازتے ہیں یہ شہر میرے ننھیال کا شہر ہیں اور میرے ماموں یتیم رہ گئے تھے محترم امان اللہ صاحب کی والدہ نے ماموں کو پالا ہے ایک خاص سا رشتہ اس گھر سے ہیں اپنی علالت کے باوجود بہانہ سازیاں کرتا رہا لیکن آپ کا حکم فائق ہوا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آج کل زیادہ تر چھوٹی محفلوں میں سماع کے لئے حاضری ہو جاتی ہیں بڑے جلسوں سے گریز کرتا ہوں ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی کوششوں کو میں خراج تحسین پیش کروں گا، انہوں نے ہمیشہ سادات کی محبت کا پرچم بلند سے بلند رکھا بعض اتفاقات بھی بڑے میٹھے ہوتے ہیں ہماری دوستی جوانی میں شروع ہوئی پھر بیچ میں آپ نے کاموں میں ہم مصروف ہو گئے بڑھاپا پھر دوستی کی بنیاد تلاش کرنے میں مشغول ہو گیا۔

آپ سب لوگوں کا شکریہ آپ سب لوگوں کی مہربانی آپ تشریف لائیں میں نے ایک مختصر سی آیت قرآن پاک کی تلاوت کی بہت مختصر ہے۔

بڑا مرتبہ پانے کے لیے بڑا مقام پانے کے لئے قرآن مجید نے یہاں لفظ علیا استعمال کیا لفظ **علی سے ہم اتنے مانوس ہے** کہ ہم قرآنِ حکیم میں بھی پڑھتے ہیں، تو علی کا معنٰی جو بھی ہو ہمیں آپ نے علی کی خوشبو آنے لگتی ہے۔

اصل میں دس صفات ہیں لیکن میری اس بات کا معنی یہ نہ سمجھے کہ میرا خطاب لمبا ہے بہت مختصر ہوگا دس صفات ہے جن سے مقامِ علو عبارت ہوتا ہے، اللہ بڑا مرتبہ اس آدمی کو دیتا ہے جس میں دس صفات ہوں، اب قرآن حکیم کی پہلی آیت سنیے :

ارشادِ باری ہے:

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۔ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴾

یاد کیجئے کتاب کے اندر ادریس کو ذکر کریں بے شک وہ صدیق تھے نبی تھے۔

﴿ وَرَفَعْنٰهُ ﴾ ہم نے ان کو بلندی بخشی۔

﴿ مَكَانًا عَلِيًّا ﴾ اس مکان تک ہم لے گئے جو بہت اونچا تھا۔

علی وہی ہوتا ہے جو بہت اونچا ہوتا ہے، علی بلندی کا نام ہے، بہت اونچا ہونے کا نام ہے،

سادات کرام پہلا نکتہ عظمت کا ذکرِ محبوب ہے۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۔ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴾

بعد میں ہے، علم بعد میں ہے، قراطیس بعد میں ہیں،، لکھنا بعد میں ہے، عرفان کے زاویے بعد میں ہیں اور مطالعہ بعد میں ہیں لیکن اس سے پہلے ذکر ہے جس علم کی بنیاد ذکر ہو اس علم کو زوال نہیں ہوتا اور جس علم کی بنیاد ذکر نہ ہو اس علم کو پائیداری نصیب نہیں ہوتی، علی کا علم اس لیے اونچا تھا ذکرِ مصطفی کی نسبت انہیں حاصل تھی۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ ﴾

ذکر کیجئے۔

اپنی ذاتی زندگی میں نصیحت کروں گا کہ ذکر نماز کی صورت میں ہو، ذکر تاریخ بیان کرنے کی صورت میں ہو، ذکر کچھ سننے کی صورت میں ہو، ذکر کچھ سنانے کی صورت میں ہو یا ذکر نام لینے کی صورت میں ہو۔

بچے: ذکر انسان کا اندر کو صاف کرتا ہے ذکر تزکیہ کرتا ہے۔

مجھے ایک زمانہ میں یاد ہے کہ میں matric college فیصل آباد میں خطاب کے لئے جاتا تھا ایک خاسا عرصہ ڈالٹر طاہر القادری اور میں quetta medical faislabad medical science college oritoriyam college Lahore nashter medical college college اکھٹے درس دیتے رہے کبھی وہ درس قرآن دیتے میں درس حدیث دیتا کبھی میں درس قرآن دیتا وہ درس حدیث دیتے بڑا خوبصورت وہ دور تھا بڑا اچھا دور تھا میں medical college درس دینے جارہا تھا رکشہ میں بیٹھا گاڑیاں نہیں ہوتی تھی تراپڑ تڑا پڑ ہم منزل پر جاتے تھے رکشہ پر بیٹھ کر چینیچی پر بیٹھ کر منزل پر پہنچ جاتے رکشہ میں بیٹھا ہوا آدمی بار بار مجھے دیکھنے لگا پیچھے منہ موڑا امیں ڈرا شاید دہشت گرد تو نہیں تو میں بھی ہوشیار وہ بھی ہوشیار ایک جگہ جاکر وہ مجھے کہنے لگا کہ میں DRIVER ان پڑھ ہو جٹھ ہو مجھے موقع نہیں ملتا کہ میں کسی مدرسہ جاؤ یا کسی عالم کی محفل میں جاو آپ چھرے وہرے سے بہت اچھے آدمی لگتے ہیں دل میں کھپتے ہیں مہربانی کر کے مجھ کو حضور کا ذکر ہی سنادیں میری محفل ٹھیک ہو جائیگی مزادوبالا ہو جائیگا۔

بچے انسان کی personality انسان میں چینج (CHANGE) اچھے بندے سے ذکر سننے سے آتا ہے اچھے بندے کا ذکر کرنے سے آتا ہے یا اچھے بندے کا ہاتھ پکڑنے سے آتا ہے یا اچھے بندے کا چہرہ دیکھنے سے آتا ہے، اللہ کی قسم! جس

صفت کے حوالے سے دیکھیں گے آگے علی ہی نظر آئے گا۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ ﴾

دوسری بات بچے کتاب!

میری شہرت بہت اچھی ہے کہیں کسی مخالف کو بھی گالی نہیں دیتا پھولوں کی زبان میں بات کرتا ہے میری ایک بات ذہن میں رکھنا احادیث کا علم سیکھنا! یہ جاننا کہ جیسے شاہ صاحب کہہ رہے تھے کہ یہ متواتر ہے یہ حدیث مشہور ہے یہ خبر واحد ہے یہ خبر مرفوع ہیں یہ موقوف ہے یہ مقطوع ہے یہ مرسل ہے اس میں تدلیس ہے اس میں افراد نسبی ہیں اس مین نہیں ہے یہ اصول کی باتیں ہیں لیکن میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں:

کہ آپ کی ۴۰ سال کی جو سیرت ہے جس میں پیدا ہونا ہے جس میں ولادت ہے گڑتی ہے دودھ پینا ہے آپ کو لوریاں دینا ہے ام ایمن کا آپ کے سامنے آنا ہے آمنہ کا وجود ہے حلیمہ سعدیہ کی راہ کی ڈاچی ہے بنو سعد کا ماحول ہے ۷ سال کی عمر ہے ملائیں جیاد کی بکریاں چڑھانا ہے عقاز کے میلے ہیں چٹانے ہیں سلے ہیں پھاڑ ہیں نخلستان ہے غار مھیرہ ہیں اب یہ سب کچھ تمہارے سامنے ہیں حضور کی تجارت ہے ابو طالب کے ساتھ جا رہے ہیں کبھی خدیجہ آتی ہے کبھی نکاح پڑھا جاتا ہے کبھی نکاح کے خطبے ہوتے ہیں بچے پیدا ہوتے ہیں زہرہ بھی پہلے آتی ہے بعد میں نہیں آتی پانچ سال پہلے کے وجود میں زہرہ پاک سامنے آجاتی ہے مجھے بتاؤ وہ راوی کون تھے انہوں نے تو کلمہ ہی نہیں پڑھا تھا جنہوں نے سیرت روایت کی ہے کلمہ پڑھنا تو بعد کی بات ہے وہ تو ۴۰ سال کی عمر میں جب اعلان نبوت ہوا تو پھر کلمے کی بات شروع ہوئی مصطفی کی ۶۳ سالہ زندگی میں ۴۰ سال کی سیرت کو بغیر کلمے پڑھے لوگوں نے بیان کی ہے ۸۰ ہزار لوگ

حضور کی سیرت کلمے پڑھے بغیر بیان کریں آپ مان لیتے ہیں شفا بھی قبول ام ایمن بھی قبول ہے ڈاچی بھی قبول ہے حلیمہ سعدیہ بھی قبول ہیں وہ راہیں بھی قبول ہے ایک قبول نہیں تو ابو طالب ہی قبول نہیں۔

میرے خیال میں جتنی زعفران کی پتیاں ان پر نچھاور کرتے ہیں کچھ پتیاں ابو طالب کے گھر پر بھی نچھاور کر دیں میں سخت لفظ نہیں کہہ رہا کانٹا نہین چبھا رہا کوئی سوئی نہیں چبھو رہا میرے دوستو اس دفعہ قاسم کے پاس ۱۰ محرم کو تقریر ہے میں ایک آیت پڑھوں گا اور میں اس آیت سے محرم بیان کروں گا اپ کو ان شاء اللہ سمجھ آئیگی ابو طالب کا گھر کیا ہے تھوڑا آگے پڑھیں۔

الکتاب قسم تمہیں حق اور انصاف کی مجھے بھی اللہ کی عزت کی قسم اگر یہ سوال پیدا ہو کہ کتاب کے ساتھ حضور نے کس کو جوڑا ہے قرآن کے ساتھ کس کو جوڑا ہے سارے قرآن والے تھے صدیق بھی قرآن والے ہیں عمر بھی قرآن والے ہیں عثمان بھی قرآن والے ہیں سارے قرآن والے ہیں سلام ان پر لیکن جو pancualaties ہوتی ہے خاص خاص سید یہ بھی ہے اور یہ بھی ہے سید میں بھی ہوں اس کرسی پر مجھے کیوں بٹھایا ہے سادات ہونے میں تو کوئی فرق نہیں یہ بھی علی کے بیٹے ہیں یہ بھی علی کے بیٹے ہیں ہم بھی علی کے بیٹے ہیں لیکن ساروں نے مل کر آج کی بارات کا دولہا مجھے بنا دیا اور اس کرسی پر بٹھا دیا یاد رکھنا سارے قران کے ساتھ تھے لیکن کوئی خاص تھا جس نے صدیوں کو قران کے ساتھ رہنا تھا اس کے خون نے رہنا تھا اس کی نسل نے رہنا تھا اس کی اولاد نے رہنا تھا مصطفی نے کہا علی قران کے ساتھ ہے قران علی کے ساتھ ہے۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ ﴾

اللہ کا ذکر کرنا بچے کسی کا ذکر سننا کسی ذکر والے کی محفل میں بیٹھنا آگے ایک صوفی

صاحب میرے پیر بھائی ہے میرے دادا دجی صاحب چشتیاں سلسلے میں بیعت کرتے تھے تربیت کے لئے مجھے نقشیہ سلسلہ میں چھوڑا یہ میں نقش بندی دوست ہے جب میں نے انھیں ادہر دیکھا تو میں نے کہا کہ رندوں کی محفل میں آپ کدہر آ گئے ہیں اور کیسے ادہر آ پہنچے میرے دوستو یاد رکھنا جب بھی دودھ پیا جاتا ہے اس میں لوگ میٹھا ڈالتے ہیں پھر پیتے ہیں زعفران ڈالتے ہیں پھر پیتے ہیں لیکن اندر مرض ہو مرض تب دور ہوتا ہے جب اس میں ہلدی ڈالیں اندر کے زخم بھی ٹھیک ہو جاتے ہیں میرے پیارے سیما وہ زخموں کو ٹھیک کرنے والا دارو ہے جیسے دودھ میں ہلدی ہے جس وقت علی علی نارے لگتے ہیں اندر کے زخم دور ہو جاتے ہیں اور شفا اندر آ جاتی ہے۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ ﴾

میری بات سنئیے

فقیر نے ۵۰ سال سے سماع سے روزہ رکھا ہے ۵۰ سال سیما نہیں کیا اپ مجھ سے پوچھیں اپ نے سماع کیوں شروع کیا ہے میں نے اس لیے شروع کیا میں آج پوچھتا ہوں پاکستان فوج کے کمانڈر ایران کیوں گیا اور ادھر نعرہ حیدری کیوں لگا رہا ہے علی علی کیوں ہو رہا ہے دراصل مقابلہ یہودیوں سے ہے یاد رکھنا اگر مجوسیوں سے مقابلہ ہو تو نعرہ تکبیر لگاؤ۔

اگر رسالت کے منکروں سے مقابلہ ہو تو نعرہ رسالت لگاؤ اگر مقابلہ یہودیوں سے ہو تو حیدر حیدر حیدر کا چرچہ بڑھاؤ

حیدر حیدر حیدر

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ ﴾

ادریس ادریس ادریس

عبد الباسط آپ نے انگلینڈ سے میری ہزار ہا تقریر سنی وہاں کا مہمان میرے ساتھ آگیا بڑا writer ہے میں نے اس لفظ پر پہلے تقریر نہیں کی یہ میری پہلی تقریر ہے جو میں یہاں بیان کر رہا ہوں.

ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام سے بھی پہلے کے پیغمبر ہیں.

He was enstanse of nooh aleh salam یہ حضرت نوح علیہ اسلام کے enstanse تھے بزرک تھے۔

ان کا نام ادریس کیوں ہے اور ادریس کا معنی کیا ہوتا ہے بھائی جی میں کمرے میں بیٹھ کر تقریر تو نہیں کر رہا لاکھوں لوگ سن رہے ہیں ادریس دارس سے ہے درس سے ہے فرمایا صرف کتاب ہی نہیں کتاب کو پڑھانا کتاب کو سکھانا کتاب کو دل میں اتارنا کتاب کو لکھانا کتاب کو ذہن میں اتارنا کتاب کو شفا بنا کر دارو بنا کر قافلہ اسلامی اور کاروان آدمیت کو دینا کو دینا کبھی پڑھنا کبھی پڑھانا کبھی سننا اور کبھی سنانا

رب نے کہا یہ وہ پیغمبر تھا جو کتاب کا درس بھی دیتا تھا ادریس درس دینے والا

اگر باب فعل ہو درس اگر وزن ہو فاعل دارس ہو تو مٹانا

مطلب یہ ہے کہ ایک ہم ہیں کہ درس دیتے جاتے ہیں STUDENT بھاگتے جاتے ہیں اور دارس وہ آدمی ہوتا ہے جو درس دیتا جائے باقی مذہب مٹتے جائیں اس کا مذھب کھڑا ہوتا جائے مجھے بتاؤ امت محمدیہ میں وہ دراس کرنے والا مدرس کون ہے کہ ہندو بھاگ رہا ہو اور ۹۰ لاکھ کو کلمہ پڑھا رہا ہو اتنی بڑی convergion مسلمانوں تمہاری تاریخ میں نہیں ہوئی جتنی غریب نواز نے کیں اور سید عبد القادر جیلانی نے کیں بہاؤ دین نقشبندی نے کیں اور سید آل یمنی نے کیں اور سید علی ہمدانی

نے کی۔

یہ گلگت کا ایریہ ایریہ کا ایریہ علی علی کرنے لگ گیا اور عبادت کا نظام ان کے اندر آگیا۔

میں تم سے آہستہ پوچھتا ہوں عبدالقادر کس کا پتر ہے غریب نواز کس کا پتر ہے بہاؤالدین نقشمند کس کا پتر ہے علی حمدانی کس کا پتر ہے اور محارم اوچ شریف کس کے بیٹے ہیں ان کے پیچھے علی نہ ہوتا تو CONVERGION نہ ہوتی یہ گلستان سارا علی کا لگایا ہوا ہے۔

ایک مزے کی بات بتاؤ:

امان اللہ جدور صاحب ڈاکٹر سلیم صاحب یہاں کے کسی مولوی سے پوچھیں اللہ ان کو خوش رکھیں ان سے پوچھو ادریس علیہ السلام کا مزار کہاں ہے۔

Thereisaquestion

Trytoreplied

اس سوال کا جواب دیں:

اللہ کا کرنا ادریس علیہ السلام کا مزار ادھر ہی ہے جدھر نجف اشرف شریف میں علی کا مزار ہے ادریس علیہ السلام کا مزار ہے کتابیں پڑھیں کتابیں پڑھیں

اب تھوڑا سا مزہ لے اور

ادریس علیہ السلام کا مزار نجف اشرف میں اور آگے کہا ورفعناہ مکانا علیا

ہم نے اس کو وہ جگہ دی جو جگہ علی کو دی۔

دنیا کا کوئی شخص قلندر ہو ابدال ہو صدیق ہو صحابی ہو اللہ کے کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا اللہ کے تمام انبیاء فضیلت میں بڑے ہیں۔

لیکن مجھے بتاؤ،

یہاں ایک اور رپھڑ ہے اس کو سمجھے،

نبی علیہ السلام کی اور ادریس علیہ السلام سے ملاقات،

چوتھے آسمان پر ہوئی اس بات کو ذرا ذہن میں رکھے،

احدیث آپ پڑھتے پڑھاتے ہیں،

ملاقات ادریس علیہ السلام کی،

چار ہی نبی ہیں

یا ان میں سے ایک ولی ہیے جن کو زندہ اٹھایا گیا چار کون کون ہیں،

حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت الیاس علیہ السلام

حضرت خضر علیہ السلام

حضرت عیسی علیہ السلام

مجھے سب کے اسماء بتائے کہ کس کی کہاں ملاقات ہوئی معراج شریف کی حدیث پڑھیں

جھیڑیں اوکھی لمبی ہوئے نہ پڑھے

جو مطلب مطلب کی چھوٹی چھوٹی وہ یاد کرلوں جو طویل احادیث ہیں جن میں نکات ہیں جن میں علوم مرکوز ہیں ان کا مطالعہ کریں۔

جناب ملاقات چوتھے آسمان پر ہوئی اور رب کہتا ہے میں نے ادریس کو مکان علی دیا بڑا اونچا مکان دیا لیکن مصطفی تو پانچویں آسمان پر چلے گئے اگے چلے گئے چھٹے آسمان پر چلے گئے ساتویں پر پھر چلے گئے سدرۃ المنتہی پر چلے گئے عرش معلی پر چلے

گئے مجھے بتائیں ادریس کا مکان مکان علی ہے یا محمد مصطفی کا مکان مکانا علیا ہے۔

﴿ وَ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴾

یہاں پر البحر المدید کا مولف لکھتا ہے مکانا علیا سے اس طرح اونچائی مراد نہیں ہے اس سے مراد معنوی اونچا ہونا ہے charters بندے کے اندر صفات ایسی آ جائیں جو بہت اونچی ہوں عالی ہوں charater building میں جانتا ہوں میں مانتا ہون مجھے بتاؤ یار کوئی شخص نبی کے برابر نہیں نبی اونچے ہیں لیکن مجھے بتاؤ ایک ادریس ہیں جن کو اللہ نے اونچا کیا چوتھے آسمان پر پہنچا دیا کچھ راز تو تھا

کہ بت توڑتے ہوئے علی کو کہا قدم ادھر رکھ پھر پوچھا کدھر تک تیری رسائی ہے

کہا یا رسول اللہ چاہوں تو عرش کا پایا پکڑ لوں

﴿ وَ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴾ و

میرے استاد شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی صاحب رحمہ اللہ تھے اللہ ان کی مغفرت فرمائے بہت چھوٹی عمر میں ان سے دورہ تفسیر قرآن پڑھا میں نویں جماعت میں تھا تو میں نے ہاتھ میں چین والی گھڑی باندھی تھی اور چھٹے کپڑے پہنے تھے اور آپ سے پردہ کیا ٹوپی سر پر نہیں تھی ہو سکتا ہے کہ مانگ ٹیڑھی ہوگئی ہو اسی طرح میں پڑھنے چلا گیا قرآن مجید تو استاد صاحب نے کہا کہ اوئے لڑکے کدھر آئیں ہو جی میں نے کہا کہ پڑھنے کے لئے آیا ہو تو استاد صاحب غصہ میں آگئے تو استاد صاحب نے کہا کہ یہ گھڑیاں باندھ کر ایسے کپڑے پاکر عبدالغفور کے واسطے دورہ پڑھنے آئیں ہو میں نے نہیں پڑھاتا جاؤ واپس چلے جاؤ میرے پاس رقعہ تھا استاد محب اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا انہوں نے کہا کہ یہ شیرو دا بچہ ہے بڑا لائق اینو پڑھانا ہی پڑھانا ہے اللہ کی قسم میں ان استادوں پر قربان جب استادوں نے رو قعہ پڑھا تو پیچھے سے دوڑے پھر پگ اتاری اور

پھر میرے پاؤں پر پھینک دی اوئے توشیرو دا پتر ہے تجھے پڑھاؤنگا بھی اور سحری بھی نال کراؤنگا اور روزہ بھی نال کراؤنگا کاپی بھی خود لکھ کر دونگا سند بھی ہاتھ نال لکھ دینگا اوئے تیرے اندر پیر مھر علی شاہ صاحب کی ذات دے قبیلہ دا خون ہے ۔ میرے دوست

اللہ اکبر۔

استاد جی کہا کرتے تھے کہ کسی کو اونچا کر کے اونچا بنا دینا بھی بہت بڑا مقام ہے لیکن کسی اونچے کا اونچے سے واپس آجانا بھی بڑی بات ہے کہتے ہے کہ ادریس اونچے تھے کہ مصطفی ان سے چوتھے آسمان سے مل کے آگے چلیں گئے اور ROAD TO عرش معلی اس طرف چلیں گئے لیکن میرے علی کا مقام یہ تھا مصطفی خدا کو دیکھ کر پھر علی کے پاس آگئے۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ﴾

اچھا عبد الباسط میری گفتگو کے ۴۰ منٹ، پورانے زمانے میں صرف ۴۰ منٹ گفتگو کیا کرتا تھا پھر ۴۵ منٹ اب بڈھا ہو گیا ہو اب زیادہ دیر تنگ نہیں کرتا اگر آپ سے کوئی سوال پوچھے کہ سب سے پہلے ۳۰ صحیفے کس نبی پر نازل ہوئیں اس کا جواب ہے کہ ادریس علیہ السلام ان پر اللہ کی طرف سے ان پر نازل ہوئیں ان کی زبان کیا تھی ان کی زبان کیا تھی ان میں لکھا کیا ہے ادریس علیہ السلام کا نام تورات میں ھنوک آتا ہے اگر آپ بائیبل بڑہیں ادریس نہیں ہیں بلکہ ھنوک پیغمبر ہے طلموت کے اندر اور پیدائش کے اندر ان کا اسم گرامی ہے ان کی ایک صفت لکھی گئی ہے ھنوک پیغمبر آگ کے شعلوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کے وہ گیا کہ گیا اور آیا کہ آیا آگ کے شعلیں اس کے ماتحت تھے وہ تا پیغمبر تھے اس کائنات میں سب سے بڑا شعلہ سورج ہے مجھے بتائیے

جب علی کی گود میں مصطفی ﷺ نے سر رکھا ہوا تھا عصر کی نماز چلی گئی تو یہ شعلہ آتش کس کے حکم کا پابند تھا مصطفی نے کہا کہ علی جا کر اس کو کہو واپس آ واپس آ اس کا مطلب ہے کہ آگ ٹھنڈی ہوئیں پتر تیرا سجدہ نال لگ گیا کہتے ہے کہ پانی گندا بھی ہو تو آگ بجھا مے کے لئے firstclass ہوتا ہے۔

سجدوں پر تنقید نہ کیا کرو سید بادشاہ جو ہے سید بادشاہ حضور کی نسبت والے ہیں وہ مولی علی کی نسبت والے ہیں اللہ رب العلمین ان کی وجہ سے تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کریگا۔

اللہ اکبر

﴿اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾

قرآن میں دو بار ادریس علیہ اسلام کا نام آیا ہے ایک دفعہ کہا ہے صدیق ایک دفعہ کہا صابر ہیں ایک دفعہ ایک طرف کہا سچے ہیں ایک طرف کہا صابر ہے۔

اللہ اکبر

ادہر میری طرف دیکھو یہ معمہ کسی نے حل نہیں کیا ہو گا مولانا گزر جاتے ہیں مجھ سے پوچھا کہ ابو بکر صدیق کو آپ صدیق مانتے ہیں میں کہوں گا yes sir صدیق اکبر بڑے سچے ہیں مولانا دھوکہ نہ دینا ابن ماجہ کی حدیث ہے حضرت علی کہتے ہیں صدیق اکبر میں ہوں کیا میں چھپا کے جاؤں کیا میں کتمان علم کر کے جاؤں کیا میں حدیث میں پردہ دیکر جاؤں۔

یاد رکھنا سچے ابو بکر بھی ہیں سچے علی بھی ہیں لیکن مجھے بتاؤ یہ جتنی بزم بیٹھی ہوئی ہے میرے دوست اس بزم میں اگر فیصلہ ہو کہ یہ بھی سچا ای وی سچا ان میں سے کوئی وڈا سچا بھی تو او سی۔

میرے دوست اس بزم کا بڑا سچا اور ہے اس بزم کا بڑا سچا اور ہے پہلے زمانے کا بڑا سچا اور ہے پچھلے زمانے کا بڑا سچا اور ہے جب صدیق اکبر کا دور تھا تو اس وقت بڑا سچا ابو بکر تھا اور جب زمانہ اولاد رسول کا آگیا تو صدیق اکبر علی علی علی ۔

ان کی صداقت کے گواہ موجود ہیں مہر علی ان کی صداقت کا گواہ ہے ابو بکر صدیق پر میری جان قربان ہو جائے جس وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے چیلنج کیا تھا آجاؤ مقابلے میں نکل آؤ صدیق اکبر کی اولاد بھی موجود تھی عمر کی اولاد بھی موجود تھی ساروں کی اولاد موجود تھی لیکن لیکن علی کی اولاد اٹھی مہر علی نے کہا قلم تو بھی رکھ قلم میں بھی رکھتا ہوں دیکھو کس کا قلم لکھتا ہے کسی نے پوچھا تھا اتنا بڑا دعوی کیوں کر دیا تھا کہا کٹی کلے دے زور تے ٹنگ دی ہے رات کو مصطفی نے کہہ دیا تھا بیٹا جو مانگیگا وہی ہو جائے گا۔

میرے دوست دراصل آخری صحابی ۱۱۰ ہجری میں فوت ہوئے اللہ کے پاس چلے گئے سب صحابہ بڑے تھے بے غرض تھے GREAT تھے میرے جیسے لوگ ان کے قدموں پر فدا ہو جائیں لیکن ہم JUMP نہیں لگانے دیں گے ہمارا مقابلہ یہ ہے اور نصیحت صرف یہ ہے کہ تم ابو بکر، عمر، عثمان علی کرتے کرتے JUMP لگا کے فتح مکہ کے بعد چلے جاتے ہو اور ان کے نعرے لگاتے ہو ہم کہتے ہیں JUMP نہیں لگانے دیں گے علی کی جگہ علی کا نعرہ ہو گا ہے حیدر ہی کا نعرہ ہو گا باقی.

خدا کی قسم عقیدہ یہ ہے ببول کا کانٹا میرے مصطفی کریم کے سامنے پڑا ہوا اور اس کو ہاتھ لگ جائے وہ ہزارہاں ولیوں سے وہ کانٹا بھی اچھا ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں ادھر کھینچ کر علی کے مقام پر کسی کو نہ لائیں علی نہ کسی کو نزدیک آنے دیتا ہے علی کے علو کو نہ کوئی پہنچ سکتا ہے سلام ابو بکر سلام عمر سلام عثمان لیکن علی تیری اولاد نے تو مہدی بن کے جینا ہے.

میں ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں انہوں نے جرات تو کی ہے یزید لعنتی ہے وہ کوئی آدمی ہے امان اللہ صاحب وہ کوئی مسلک ہے وہ کوئی عالم ہے جس کے نزدیک ظالم و مظلوم دونوں برابر ہوں میری بات سمجھے ظالم مظلوم قاتل مقتول دونوں برابر ہوں وہ کوئی بندہ ہے جو کہے قاتل مقتول برابر ہے دونوں رضی اللہ تعالی عنہ ہے ایسا نہیں ہو سکتا یزید لعنتی ہے اور حسین جنتی ہے جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(ایک بندے نے چادر نیچے سے اٹھا کر دی) تو کہا کہ گل سن بھائی آپ کا اسم گرامی سبحان اللہ میں فقیر گناہگار حقیر آپ کا مہمان میری چادر نیچے گری ہے ان کو گوارا نہیں ہوا یہ دوڑ کر آئے ہیں مجھے دی ہے چادر میری چھوڑی جا نہیں سکتی تو تو چادر علی کی کیسے چھوڑی جا سکتی ہے حسن حسین کی کیسے چھوڑی جا سکتی ہے تم فتنوں کے زمانے میں ہو۔

میرے دوستوں میں نے بہت کوشش کی ہے اور باتیں میں بیان کروں حضرت علی سے پوچھا گیا آپ کو معلوم ہے جو حضرت ادریس علیہ السلام پر ۳۰ صحیفے نازل ہوں ان میں کیا تھا کہا دیکھو باہر کوئی اور آدمی بھی ہے تو اس کو بلا لو بندے ادھر سے آئے فرمایا کوئی ادھر ہے تو بلا لو وہ بھی آ گئے فرمایا نماز ہونے دو تا کہ سب لوگ پہنچ جائیں میں تمہیں بتانے لگا ہوں ان تیس صحیفوں میں کیا تھا۔

اللہ اکبر

کان کھڑے ہو گئے یہ علی کیا بیان کریں گے جناب علی کو پتہ تھا بازو میرے حضور نے پکڑے تھے فرمایا تھا جس کا میں مولا ہو اس کا علی مولا بتائیے جس وقت سارے

اکھٹے ہو گئے تو آپ نے کہا مجھے پتہ ہے تیس صحیفے میں کیا ہیں میں جانتا ہوں ان کے قریبی یار ابوذر غفاری نے پوچھا آپ نے کبھی پہلے ذکر نہیں کیا آپ نے کہا ولا رطب والا یابس الا فی کتاب مبین قرآن جو میرے دل میں ہے وہ ۳۰ کے قرآن میں ہیں وہ ۳۰ کے ۳۰ قرآن کے اندر ہیں امان اللہ صاحب شکریہ سید صاحبان کا شکریہ بیماری کے باوجود سماع خراشی کر دی اللہ قبول کر لے ۔ بچے حالت بہت بیماری کی وجہ سے خراب ہے میں سفر نہیں کر سکتا عمر بھی اب بہتر تھتر سال ہو گئی ہے اب وہ شوخی اور انداز پہلے جیسا نہیں لیکن آپ سے ملاقات ہو گئی زندگی کا کچھ نہیں پتا کس وقت دنیا سے اٹھ جائیں معاف کرتے رہنا لیکن ایک بات اللہ کی قسم تم میرے گواہ رہنا پہلے جب میں جماعت کا صدر تھا تو اس وقت ہم یہ چوگلی وو گلی باتیں کیا کرتے تھے شکر ہے ریٹائرڈ ہوا ہوں جان چھوٹی ہے ایک طرف ہو گیا اب ہم آواز دے کے کہتے ہیں علی تو ساڈے واسطے اسی توھاڈے واسطے ۔

بس بس بس ۔

اب ہم نے یکسوئی اختیار کر لی ہے انہی کے لیے ہم ہو گئے ہیں ۔

بچے

اپنی قبر اپنی محشر میں نہیں کہتا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نہیں میں نے پہلے کہا ہے کہ میں تو خارم الحیلہ جو حضور کی گلی میں پڑھا ہو میں اس کی بھی قدر کرنے والا ہو لیکن جس وقت علی کا نام آتا ہے تو بس ویسے ہی اندر جان آجاتی ہے اندر طاقت پیدا ہو جاتی ہے ۔

باب دوم

فصل اول:

اقول:

اب میں چاہوں گا کہ جو مابہ النزاع کا سبب ہے وہ اس آیت کریمہ ﴿ وَرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴾ کی تفسیر ہے۔ تو میں قارئین کے لئے اب اس آیت کی تفسیر کو بیان کرنا چاہوں گا تاکہ قارئین پر مسئلہ منکشف ہو، تاکہ ہر شخص جان لے کہ تحریف کسے کہتے ہیں اور جان لے کہ ریاض شاہ نے تحریف کی ہے یا نہیں کی، انشاءاللہ قارئین پر روز روشن کی طرح عیاں ہوگا کہ ریاض شاہ نے کتنی خیانت اور دیدہ دلیری سے تحریف شنیع کی، اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے چند تمہیدی مقدمات کو سمجھنا ہوگا۔

پہلا مقدمہ:

تفسیر کی بابت

دوسرا مقدمہ:

تاویل کی بابت

تیسرا مقدمہ:

تحریف کی بابت

یہ بحث تین مقدمات پر مشتمل ہوگی۔

مقدمہ اولی:

:تفسیر کی بحث:

لغوی معنی

التفسير من الفسر وهو البيان والكشف ويقال هو مقلوب

السفر تقول اسفر الصبح إذا اضاء

(الاتقان فی علوم القرآن ،امام جلال الدین سیوطی،ت :۹۱۱،ص ۳۴۶ج:۲بیروت،دار الکتب العلمیہ)

یعنی:

تفسیر کا مادہ فسر ہے تفسیر کا معنی ظاہر کرنا اور کھولنا ہے۔

اور کہا جاتا ہے فسر سفر کا قلب ہے یعنی بدلی ہوئی صورت ہے عربی محاورے میں

جب روشنی ہوجائے تو کہا جاتا ہے اسفر الصبح صبح روشن ہوگئی۔

اصطلاحی معنی:

التفسير في الاصطلاح علم نزول الايات و شؤونها واقاصيصها والاسباب النازلة فيها ثم ترتيب مكيها ومدنيها ومحكمها ومتشابهها وناسخها ومنسوخها وخاصها وعامها ومطلقها ومقيدها

قال ابو حيان :التفسير علم يبحث فيه عن كيفية النطق بالفاظ القران و مدلولاتها

(الاتقان فی علوم القرآن ،امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی،ت :۹۱۱،ص ۳۴۷ج:۲بیروت،دارالکتب العلمیہ)

تفسیر کی اقسام:

تفسیر کی تین قسمیں بیان کی جاتی ہیں:

تفسیر ماثور

تفسیر بالرائے

تفسیر اشاری

تفسیر ماثور:

وہ تفسیر ہے جو قرآن و سنت و صحابہ و تابعین کے اقوال سے کی جائے۔

اس کی مزید شرائط و تفصیل کے لیے دیکھیے اتقان ،مناہل العرفان ،البرھان للزرکشی۔

تفسیر بالرائے:

یہ بھی دو قسموں پر ہے:

محمود اور مذموم

محمود:

جس کی تائید اقوال صحابہ سے ہو۔

وہ تفسیر مذموم ہے جس کی تائید شرع پاک نہ کرے۔

تفسیر اشاری:

یہ دقیق اشارات پر مشتمل ہیے جو صوفیا کے ہاں مقبول ہے۔

مگر اپنی شرائط کے ساتھ جس کو ہم ماقبل بیان کر چکے ہیں۔

تفسیر کی شرائط:

قال العلماء

من اراد تفسير الكتاب العزيز طلبه اولا من القران فما أجمل منه في مكان فقد فسر في موضع اخر وما اختصر في مكان فقد بسط في موضع اخر منه

فان اعياها الخ

فان لم يجده في السنة رجع الي اقوال الصحابة الخ

وقد قال الحاكم في المستدرك

الخ

وقال الأمام ابو طالب الطبري في اوائل تفسيره

اعلم ان من شرطه صحة الاعتقاد اولا ولزوم سنة الدين الخ

ويجب ان يكون اعتماده علي النقل عن النبي الخ

(الاتقان فی علوم القرآن، امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی، ت:۹۱۱، ص ۳۵۱ ج:۲ بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۳۳ھ، ۲۰۱۲ء)

اب ہم قارئین کے افادہ کے لئے اس آیت مبارکہ کی تفسیر نقل کر دیتے ہیں جس کو آئمہ نے بیان فرمایا:

﴿وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾

امام ابن کثیر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وقال ابن ابی نجیح ،عن مجاهد فی قوله : ﴿وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ قال ادریس رفع ولم یمت کما رفع عیسی -وقال سفیان عن منصور ،عن مجاهد : ﴿وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ قال:رفع انه السماء الرابعة ؛وقال العوفی ،عن ابن عباس : ﴿وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ قال: رفع الی السماء السادسة فمات بها -

(تفسیر ابن کثیر، امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، ت :۷۷۴ھ، ص ۱۸۴، ج:۳ بیروت مؤسسۃ الرسالۃ ناشرون ط:۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶ء)

امام قرطبی فرماتے ہیں:

قال انس بن مالک وابو سعید الخدری وغیرھما :یعنی السماء الرابعة وروی ذلک عن النبی ﷺ ؛وقاله کعب الاحبار وقال ابن عباس والضحاک:یعنی السماء السادسة ذکره المهدوی-

قلت :ووقع فی البخاری عن شریک بن عبد الله بن ابی نمر قال سمعت انس بن مالک یقول :لیلة اسری برسول الله ﷺمن مسجد الکعبة ،الحدیث وفیه:کل سماء فیها انبیاء–قد سماهم –منهم ادریس فی الثانیة -وهو وهم ،والصحیح انه فی السماء الرابعة ؛کذلک رواه ثابت البنانی عن انس بن مالک عن النبی ﷺذکره مسلم فی الصحیح -وروی مالک بن صعصعة قال قال النبی ﷺ لما عرج بی الی السماء اتیت علی ادریس فی السماء الرابئة-

(الجامع لاحکام القرآن ،ابو عبد الله محمد بن احمد الانصاری القرطبی ،ت:۶۷۴ص ۸۹،۸۸،ج ۱۱، قاھرہ، مکتبۃ الصفاء، ط:۱۴۲۵ھ، ۲۰۰۵ء)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

هو شرف النبوة والزلفى عند الله تعالى كما روى عن الحسن واليه ذهب الجبائى وابو مسلم ،وعن انس وابى سعيد الخدرى وكعب ومجاهد السماء الرابعة وعن ابن عباس والضحاك السماء السادسة وفى رواية اخرى عن الحسن الجنة لا شىء اعلا من الجنة

(روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی، ت:۱۲۷۰، ص:۵۶۲، جلد۱۶، بیروت، دار احیاء التراث العربی ،ط:۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

تفسیر ملا علی قاری میں ہے:

يعنى شرف النبوة وفضيلة القربة وعظمة الرتبة -وقيل :الجنة،وقيل السماء السادسة او الرابعة

(القرآن واسرار الفرقان المسمی تفسیر الملا علی القاری ،ملا علی قاری الھروی المکی الحنفی ،ت:۱۰۱۴، جلد۳، ص۲۴۶، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳ء)

حاشیہ محی الدین شیخ زادہ میں ہے:

يعنى شرف النبوة والزلفى عند الله -وقيل الجنة وقيل

السماء السادسة او الرابعة

(حاشیہ محی الدین شیخ زادہ علی تفسیر القاضی البیضاوی، ت:۹۵۱، جلد ۵، ص ۵۵۹ بیروت، دار الکتب العلمیہ، ط ۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳ء)

حضور غوث اعظم کی طرف منسوب تفسیر میں ہے:

(و)لعلو شانه وسمو برهانه وكمال تصفيته وتزكيته عن لوازم البشرية (رفعناه) تلطفا اياه(مكانا عليا) هو اعلى درجات المعرفة والتوحيد وقيل الى السماء الرابعة او السادسة -

(تفسیرِ جیلانی، شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر الجیلانی، ت، استنبول، مرکز الجیلانی البحوث العلمیہ، جلد ۳، ص ۲۶۰ ط: ۱۴۳۰ھ، ۲۰۰۹ء)

ان تمام تفاسیر میں مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر کو ادریس علیہ السلام کے حوالے سے نقل فرمایا ہے۔ کسی بھی مفسر نے تفسیر یا تاویل و اشارہ و کنایہ کی صورت میں حضرت علی کا ذکر نہیں فرمایا۔

دوسری بات

﴿ وَ رَفَعْنٰهُ ﴾ کی ہ ضمیر متعیّن ہے جو حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہے۔

﴿ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ کا مفعول بہ ہے۔

اور ﴿عَلِيًّا﴾ اس کی صفت ہے۔

یہ تو مفسر ہے آیت اور مفسر کا تو قاعدہ ہے اس میں تاویل نہیں ہو سکتی۔

پھر یہ مغالطہ دیناکہ یہ تاویل ہے جو دعویٰ باطل ہے۔

مقدمہ ثانیہ:

تاویل کی بحث:

لغوی تعریف:

اصله من الاول و هو الرجوع-

(الاتقان فی علوم القرآن، امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی، ت:۹۱۱، ص ۳۴۷ج:۲بیروت، دار الکتب العلمیہ ط،۱۴۳۳ھ، ۲۰۱۲ء)

اصطلاحی تعریف:

صرف اللفظ عن معناه الظاهر الي معني يحتمله اذا كان المحتمل الذي يراه موافقا للكتاب والسنة

(التعریفات، سید شریف علی بن محمد الجرجانی، ت: صفحہ ۴۰، استنبول، دار احیاء التراث العربی ،ط،۱۴۳۸،۲۰۱۸،)

علامہ آمدی فرماتے ہیں:

اما التاويل ففي اللغه ماخوذ من ال ياول أي يرجع و في اصطلاح الاصوليين التاويل المقبول

هو حمل اللفظ علي غير مدلوله الظاهر منه مع احتماله له بدليل يعضده وعلي هذا فالتاويل لا يتطرق الي غير الظاهر وهو معمول به بالاتفاق إذا تحقق بشروطه

وهي ان يكون المتاول اهلا لذلك و اللفظ قابلا لتاويل بذلك وان يكون الدليل الصارف راجحا علي ظهور اللفظ في مدلوله

(منتهي السول في علم الاصول، امام علامہ سیف الدین علی بن محمد الآمدی، ت:۶۳۱ھ ص ۱۶۲، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳ء)

تاویل کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

تاویل قریب

تاویل بعید

تاویل متعذر

تاویل قریب اور تاویل بعید دونوں مقبول ہیں۔

مگر تاویل متعذر باطل ہے اور نامقبول ہے جس کو تحریف بھی کہا جاتا ہے۔

مقدمہ ثالثہ:

تحریف باب "تفعیل" کی مصدر ہے۔

لغوی معنی:

اس کے تین حروف اصلیہ ہیں ح، ر، ف، اس کا معنی ہے "کنارہ"۔

جار اللہ زمخشری (معتزلی) "اساس البلاغۃ" میں کہتا ہے۔

كتب بحرف القلم وقعد على حرف السفينة

لکھا اس نے قلم کی نوک (کنارے) کے ساتھ اور کشتی کے ایک کنارے وہ شخص

بیٹھا۔

(اساس البلاغۃ، امام کبیر جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشری۔ت:۵۳۸ص ۷۰)

ابوالحسن احمد بن فارس بن زکریہ کہتے ہیں۔

حرف، الحاء،الراء،الفاء ثلاثة اصول حد الشيئ و العدول و تقدير الشيئ -

(مقاييس اللغة،ابو الحسين احمد بن فارس بن زكريا ،ت:۳۹۵ص ۲۰۱،قاهره،دار الحديث،۱۴۲۹ھ،۲۰۰۸ء،)

علامہ اصفہانی فرماتے ہیں۔

حرف الشيئ طرفه و جمعه احرف و حروف يقال حرف السيف و حرف السفينة وحرف الجبل

(مفردات القرآن علامہ راغب اصفہانی،ت:۴۲۵ھ، صفحہ ۲۲۸،دمشق،دار القلم ،۱۴۳۵ھ،۲۰۱۴)

ترجمہ:

کسی چیز کا حرف ہونا اس کا کنارہ ہونا ہے اس کی جمع احرف یا حروف آتی ہے،عرب میں کہا جاتا ہے کشتی کی ایک طرف، تلوار کی ایک طرف،پہاڑ کی ایک طرف۔

ماحصل:

حرف کے معنی سے معلوم ہوا کہ حرف کا ایک معنی عدول یعنی اعراض کرنا ہے اور دوسرا حرف کا معنی کسی شئ کے ایک کنارے پر ہونا ہے۔

تحریف کالغوی معنی:

تحريف الشئ امالته كتحريف القلم و تحريف الكلام ان تجعله على حرف من الاحتمال يمكن حمله على الوجهين يحرفون الكلمه عن مواضعه و يحرفون الكلمه من بعض مواضعه

(مفردات القرآن علامہ راغب اصفہانی، ت:۴۲۵ھ، صفحہ ۲۲۸، دمشق، دار القلم ، ۱۴۳۵ھ، ۲۰۱۴)

ترجمہ:

کسی شئ میں تحریف کا معنی یہ ہے اس کو ایک طرف جھکانا جیسے کہ قلم اور کلام کو ایک طرف جھکانا، اور کلام کی تحریف کا معنی یہ ہے کہ تو بنائے کلام کو یا تو پھیرے کلام کو

کسی ایک صورت پر دو احتمالوں میں سے (مقصد تنزیل کے خلاف) بدلتے ہیں کلام کو اپنی جگہ سے۔

تحریف کو اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے یعنی یہودی کلمات کو اپنی جگہ و مقام سے تحریف لفظی و تحریف معنوی کے اعتبار سے بدلتے تھے، علامہ اصفہانی نے اپنی سابقہ عبارت میں تحریف لفظی و معنوی کی طرف اشارہ کیا۔

تحریف کی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

۱. تحریف لفظی۔

۲. تحریف معنوی۔

تحریف لفظی:

قرآن کریم میں قصداً کسی لفظ کی زیادتی و کمی کرنا، یہ تحریفِ لفظی ہے۔

تحریف معنوی:

معنی میں وہ تاویل کرنا جو مرادِ شرع نہ ہو، اس کو تحریفِ معنوی کہتے ہیں۔

جیساکہ قرآن پاک میں اسی تحریف کی مذمت کی گئی ہے یہودی آیات کا معنی بدل دیتے تھے اسی کو قران نے تحریف سے بیان فرمایا ہے۔

قارئین ریاض شاہ کی گفتگو ملاحظہ فرما چکے ہیں یہ اس نے قران کی شان نزول کو کس طریقے سے بدلا جو کسی طرح بھی تفسیر تاویل یا تفسیر اشاری کہلانے کا حقدار نہیں ہم آگے چل کر اس کو مزید واضح کریں گے کہ اس نے قران میں تحریف معنوی کی ہے۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس قدر فقیہانِ حرم بے توفیق

علامہ فخرالدین رازی صاحب بیان فرماتے ہیں:

في كيفية التحريف وجوه: أحدها: أنهم كانوا يبدلون اللفظ بلفظ آخر مثل تحريفهم اسم «ربعة» عن موضعه في التوراة بوضعهم «آدم طويل» مكانه، ونحو تحريفهم «الرجم» بوضعهم «الحد» بدله ونظيره قوله تعالى: فويل للذين يكتبون الكتاب بأيديهم ثم يقولون هذا من عند الله [البقرة: ٧٩] .فإن قيل: كيف يمكن هذا في الكتاب الذي

بلغت آحاد حروفه وكلماته مبلغ التواتر المشهور/ في الشرق والغرب؟

پھر امام رازی نے ایک زبردست سوال قائم کیا اور اس کا جواب بھی دیا۔

قلنا لعله يقال: القوم كانوا قليلين، والعلماء بالكتاب كانوا في غاية القلة فقدروا على هذا التحريف، والثاني: أن المراد بالتحريف: إلقاء الشبه الباطلة، والتأويلات الفاسدة، وصرف اللفظ عن معناه الحق إلى معنى باطل بوجوه الحيل اللفظية، كما يفعله أهل البدعة في زماننا هذا بالآيات المخالفة لمذاهبهم، وهذا هو الأصح. الثالث: أنهم كانوا يدخلون على النبي صلى الله عليه وسلم ويسألونه عن أمر فيخبرهم ليأخذوا به، فإذا خرجوا من عنده حرفوا كلامه.

المسألة الرابعة: ذكر الله تعالى هاهنا: عن مواضعه وفي المائدة من بعد مواضعه [المائدة: ٤١] والفرق أنا إذا فسرنا التحريف بالتأويلات الباطلة، فههنا قوله: يحرفون الكلم عن مواضعه معناه: أنهم يذكرون التأويلات

الفاسدة لتلك النصوص، وليس فيه بيان أنهم يخرجون تلك اللفظة من الكتاب. وأما الآية المذكورة في سورة المائدة، فهي دالة على أنهم جمعوا بين الأمرين، فكانوا يذكرون التأويلات الفاسدة، وكانوا يخرجون اللفظ أيضا من الكتاب، فقوله: يحرفون الكلم إشارة إلى التأويل الباطل وقوله: من بعد مواضعه إشارة إلى إخراجه عن الكتاب.

(التفسیر الکبیر ،امام فخر الدین الرازی ،ت:۶۰۴،ج۴،ص۹۲تا ۹۵،کوئٹہ،مکتبہ رشیدیہ،)

یعنی علامہ رازی تحریف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایک لفظ کو دوسرے لفظ کی جگہ رکھنا۔

رجم کو حد کی جگہ رکھنا۔

اسی کی مذمت اللہ نے قرآن میں بیان فرمائی۔

اس کے بعد علامہ رازی ایک سوال قائم کرتے ہیں۔

تحریف ،لفظ کو لفظ کی جگہ رکھنا ،یہ کیسے ممکن ہے؟ اس کے حروف اور اس کے کلمات تواتر تک پہنچے ہوئے ہیں مشرق و مغرب میں مشہور ہیں اس میں تحریف کیسے ہو سکتی ہے؟

جواب: یہ بہت کم ہے اور وہ علماء جو کتابت والے تھے وہ بھی قلیل تھے باوجود

اس کے علمانے اس کا رد فرمایا:

علامہ رازی آگے تحریف کی اقسام بیان فرماتے ہیں۔

دوسرا: شبہ باطلہ کو لوگوں کے دلوں میں ڈالنا یا تاویلات فاسدہ کرنا، لفظ کو اپنے درست معنی سے باطل معنی کی طرف پھیرنا،

اہل بدعت کا حیلہ لفظی کرنا جس طرح ہمارے زمانے میں بدعتی لوگ کرتے ہیں اور یہ تحریف کے معنی میں اصح ہے۔

تیسرا کچھ لوگ نبی پاک کے پاس آتے اور سوال کرتے کسی بھی چیز کے بارے میں کہ وہ ان کو خبر دیتے اور یہ اس کو لیتے جب آپ کی بارگاہ سے اٹھتے اس کلام میں تحریف کر دیتے۔

چوتھا مسئلہ: اللہ نے ذکر کیا یہاں پر عن مواضعہ اور سورہ مائدہ میں من بعد مواضعہ ذکر فرمایا۔

دونوں میں فرق ہے تحریف کی تفسیر تاویل باطل سے کی جائے تو اس کو یہ آیت واضح فرما رہی ہے۔ یحرفون الکلمہ عن مواضعہ

یہ بدعتی لوگ قرآن کی نصوص کی تاویلات فاسدہ ذکر کرتے ہیں۔ نہیں ہے اس میں کہ یہ لفظ کو خارج کرے کتاب سے

اور آیت مذکورہ سورت مائدہ میں پس یہ دلالت کرتی یہ دونوں کو جمع کرے تاویلات فاسدہ بھی اور لفظ کو نکالنا بھی

امام رازی کے نزدیک تحریف کی تعریف:

معناہ انھم یذکرون التاویلات الفاسدۃ لذلک النفوس

آگے فرماتے ہیں کہ قرآن تحریف لفظی اور معنوی دونوں کو بیان فرمارہا ہے:

ولیس فیه بیان انهم یخروجون تلک اللفظة من الکتاب واما الآیة المذکوئة فی سورة المائدة فهی دالة علی انهم جمعه بین الامرین فکانوا یذکرون تاویلات الفاسدة وکانوا یخروجون اللفظة ایضا من الکتاب فقوله یحرفون الکلمه اشارة الی التاویل الباطل وقوله من بعد مبادیه اشارة الی اخراجه عن الکتاب -

(التفسیر الکبیر، امام فخر الدین الرازی، ت: ۶۰۴، ج ۴، ص ۹۲ تا ۹۵، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ)

امام رازی رحمہ اللہ کے کلام سے معلوم ہوا تحریف معنوی کے کئی مطالب ہیں۔

۱. تاویل فاسد کرنا۔
۲. تاویل باطل کرنا۔
۳. کسی شبہ کا ڈالنا۔
۴. عقیدہ اہل سنت کے خلاف اس سے وہ معنی لینا جو اپنے مذہب کے موافق ہو۔

یہ حق چار یار کی نسبت سے چار فائدے جو امام رازی کے کلام سے حاصل ہوئے اب قارئین ہی غور فرمائیں کہ ریاض شاہ نے وَّرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (۵۷) میں تحریف کی ہے یا نہیں، عقلِ سلیم رکھنے والے شخص پر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ریاض شاہ نے تحریف کی۔

۱. اس نے آیت کے معنی کی غلط تفسیر کی۔

۲. ایک من پسند عقیدہ اختراعیہ کو بیان کیا۔

۳. اہل سنت و مفسرین و جمیع مسلمانوں کے معتقدات کے خلاف معنی گھڑا۔

۴. حضرت علی کی شان میں وہ تحریف کی جو حضرت ادریس علیہ السلام کے ساتھ کسی قسم کی مناسبت نہیں رکھتی۔

قارئین نے ریاض شاہ کا کلام ملاحظہ فرمایا ہے،

۱. اس نے جو اس آیت کی تفسیر پیش کی ہے وہ کسی بھی اعتبار سے درست نہیں۔

۲. اپنی بات شروع کرتے ہوئے جو آیت پڑھی پھر حضرت علی کا ذکر شروع کرنا علیا سے۔ یہ اہل سنت کا تو در کنار روافض نے بھی اپنی تفاسیر میں ذکر نہیں کیا۔

۳. اب ریاض شاہ کی گفتگو میں دیکھیں وہ بار بار حضرت علی کا علیا سے ذکر کر رہے ہیں اس معنی سے القاء شبہ کرنا واضح ہو رہا ہے۔

۴. پھر حضرت علی کا ذکر کر کے بار بار آیت کریمہ پڑھنی یہ کس کا مستفاد ہے۔

۵. پھر یہ کہنا جو مکان حضرت علی کا ہے وہی مکان حضرت ادریس کو دیا۔

یہ پنجتن پاک کی نسبت سے پانچ وجوہ سے کلام کیا۔

اب اصحاب اربعہ کی نسبت سے چار وجوہ سے مزید کلام

چھٹی وجہ

ساتویں وجہ

آٹھویں وجہ

نویں وجہ

ترتیب قضیہ:

کبریٰ: ہر وہ شخص جو قرآن میں تاویلِ فاسد کرتا ہے وہ تحریف کا مرتکب ہوتا ہے۔

صغریٰ: ریاض شاہ نے قرآن میں تاویلِ فاسد کی ہے۔

نتیجہ: ریاض شاہ قرآن کی تحریف کا مرتکب ہے۔

ترتیب قضیہ:

کبریٰ: ہر وہ شخص جو قرآن کے معنیٰ سے القاء شبہ کرے وہ بھی تحریف کا مرتکب ہے۔

صغریٰ: ریاض شاہ نے القاء شبہ کا ارتکاب کیا ہے۔

نتیجہ: ریاض شاہ نے قرآن میں معنوی تحریف کی ہے۔

ترتیب قضیہ:

کبریٰ: جو قرآن میں تحریف کا ارتکاب کرے، وہ گمراہ ہے۔

صغریٰ: ریاض شاہ نے قرآن میں تحریف کی ہے۔

نتیجہ: ریاض شاہ گمراہ ہے۔

ترتیب قضیہ:

کبریٰ: جو شخص گمراہی کے معنیٰ پر مطلع ہونے کے باوجود مؤید ہو، وہ بھی گمراہ ہوتا ہے۔

صغریٰ: چمن مطلع ہونے کے باوجود مؤید ہے۔

نتیجہ: چمن گمراہ ہے۔

قال:

مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب کو جانتے ہیں جھٹ سے بولے جی ہاں وہ تو حکیم الامت ہیں ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔

اقول:

چمن کی یہ گفتگو کور باطن پر دلالت کرتی ہے بعض علیلوں کو شفاء نہیں ملتی، چمن کا مرض بھی ایک ناسور ہے اللہ سے دعا گو ہیں کہ اللہ اس کو شفاء دے مگر بظاہر بچنے کے حالات مشکل ہیں۔

گفتگو کا یہ انداز کہ حکیم الامت نے لکھا ہے ان کو کافر قرار دو گے یا نہیں، ایک کافر کو مفسر کہنا، حکیم الامت کہنا کیا فتویٰ ہو گا، مولوی صاحب مفتی احمد یار خان نعیمی نے اپنی بات نہیں کی نقل پیش کی ہے دوسرا اسم کو کہا نہ کہ فقط اللہ کی بات کی پھر خود مفتی صاحب نے جواب بھی دے دیا اسم وہ ہوتا ہے جو ذات کو بتائے اور ذات پر دلالت کرے حضور کریم ﷺ نے ذات کو ظاہر کیا رب تبارک تعالیٰ حضور علیہ السلام کا خالق ہے اور حضور ﷺ اس کے مظہر اتم۔

مفتی احمد یار خان نعیمی کے نزدیک:

فرماتے ہیں یہ بہت اچھی تاویل ہے۔ کسی قاعدہ شرعیہ کا خلاف نہیں۔ اب آگے الرحمن اور الرحیم آرہا ہے وہ یا تو اللہ کی صفت ہو یا لغوی معنی میں اسم اللہ کی یعنی رسول اللہ ﷺ کی۔

(مکتبہ اسلامیہ، ج ۱ ص ۳۶)

رسول اللہ ﷺ اللہ کی ذات کا مظہر:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی ذات کا مظہر ہیں۔

مفسر قرآن صاحب روح البیان سورہ جاثیہ کی آیت نمبر ۱۳ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وفي الآية إشارة إلى أنه تعالى سخر بحر التجري فيه فلك الوجود بأمره، وهو أمر كن

والحكمة في هذا التسخير مختصة بالإنسان لا بالفلك سخر البحر والفلك له وسخره لنفسه ليكون خليفته، ومظهراً لذاته وصفاته نعمة منه وفضلاً لإظهار الكنز المخف المخفى

(تفسیر روح البیان امام عالم شیخ اسماعیل حقی البروسوی، ت ۱۱۳۷ جلد ۸ ص ۵۹۲، بیروت، دار احیاء التراث العربی)

رسول کریم تو بدرجہ اتم اللہ کی ذات کے مظہر ہوں گے۔

اس کے علاوہ بھی کثیر عبارات موجود ہیں جن سے یہ واضح ہے کہ رسول کریم اللہ کی ذات کے مظہر ہیں۔

افسوس!

جس شخص کو مبلغ علم اتنا کمزور ہے۔ وہ کیا سمجھے گا امام اہلسنت کی عبارات کو اللہ موصوف کو ہدایت عطا فرمائے۔

چمن کا خبث:

چمن صاحب نے سوال قائم کئے اور مفتی صاحب کی عبارت پر دو احتمال بنائے

کہ یہ تحریف ہے یا نہیں۔ اگر تحریف ہے تو کافر ہوں گے، کافر و مرتد کو مفسر کہنا؟ حکیم الامت کہنا؟ اور کہنے والوں پر شرعاً فتوی؟ کافر و مرتد کی کتابیں چھاپنا؟ کافر و مرتد کو اپنا مقتدا جاننا؟ پھر طنزاً یہ کہنا کہ بریلی شریف کے فتوی کے مطابق کیا کہلائے گا؟ کسی قلندر نے صحیح کہا تھا:

"نسلی اپنی عادتوں سے پہچانے جاتے ہیں"

جس کے ضمیر میں گندگی کے سوا کچھ نہ ہو وہ ایسا ہی کلام کر سکتا ہے پھر یہاں پر مرزا امجد رازی کی نظم دوبارہ پڑھ لینا۔

قال:

اس مکالمہ کو ذکر کرنے کا مقصد ناصبیوں کی حالت تھک، ذہنی تنگ نظری کے ساتھ ان کی آل رسول ﷺ کے خلاف ستم ظریفی کی نشاندہی بھی ہے ان حضرات کی من پسند شخصیات جو چاہیں کہیں جیسی من میں آئے بات کریں وہ سب جائز ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کے بیٹے درست بات بھی کریں جب بھی یہ ظالم اپنے آباء کی سنت سیئہ کی پیروی سے باز نہیں آتے اور آل رسول ﷺ کی دشمنی میں ہر حد سے گزرنا ہی اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں۔

تبصرہ:

اس میں قارئین دیکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے اساتذہ و اکابر پر کیسے کیچڑ اچھال رہا ہے؟ صرف دنیا کے مال و زر کے لئے۔ یاد رکھ لے ان حرکتوں سے دنیا ہاتھ نہیں آئیگی۔

ماحصل:

امام اہل سنت، مفتی صاحب و دیگر اکابرین اہل سنت جو بھی کریں وہ درست ہے

بلکہ ان احباب کو من پسند شخصیات کا نام دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی اولاد چاہے تحریف معنوی بھی کرے شریعت کا مذاق اڑائے اس کے نزدیک وہ درست ہے، ان روافض نما اشخاص نے اپنا دین چند روپیوں پر بیچ ڈالا ہے اور عوام اہل سنت کو آل رسول کا کارڈ استعمال کر کے لوٹنا چاہتے ہیں۔

قال:

یہ ناصبی ، قادری، چشتی وغیرہ لکھوا کر اپنی نسبت صوفیہ کے ساتھ جوڑتے ہیں جس سے سادہ لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ سب صوفیہ کے پیروکار ہیں۔

تبصرہ:

الحمدللہ ہم نے اسی دین کو مانا اور تسلیم کیا ہے جو ہم کو صحابہ و اسلاف سے ملا ہے بالخصوص حضرت علی سے مگر افسوس ہے تمھیں دین یہودیوں سے ملا ہے اور ہمیں دین اہل بیت کی خدمت سے ملا ہے اب کوئی بدبو کو خوشبو کا نام دے دے تو وہ خوشبو نہیں ہوتی اگر تم لوگ مولا علی کو خلیفہ اول بلافصل مانو ہم تو نہیں مانتے کیونکہ حضرت علی کی یہ تعلیم نہیں تم اگر صحابہ پر طعن کرو تو ہم اس دین کو نہیں مانتے کیونکہ قرآن و حدیث نے یہ تعلیم نہیں دی اگر تم اس کو بغاوت کا نام دو تو یہ بغاوت ہم نے کی ہے بلکہ معاذاللہ ثم معاذاللہ یہ بغاوت صحابہ و اہل بیت نے کی ہے۔

اگر بغاوت کا معیار یہ ہے کہ حضرت علی کی شان میں اہل سنت سے منحرف ہو کر کوئی عقیدہ بیان کریں تو یہ بغاوت ہم نہیں کر سکتے اور نہ یہ بغاوت اکابرین و صحابہ و اہل بیت نے کی اور نہ ہی ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے کر سکتے ہیں ہاں اگر اس کو ناصبیت کا نام دو تو تمام صحابہ و اہل بیت معاذاللہ ثم معاذاللہ ناصبی ہونگے۔

اگر بغاوت نام ہے قرآن میں تحریف کرنے والوں کو پکڑنا اور گرفت کرنا، یہ

بغاوت ہم نے کی ہے، اگر بغاوت نام ہے آل رسول کی فحش غلطی پر حمایت نہ کرنا تو یہ بغاوت ہم نے کی ہے، کیونکہ قرآن و حدیث اپنی اتباع کا اور اس کی اتباع کرنے والوں کی اتباع کا حکم دیتا ہے نہ کہ ریاض شاہ جیسے لوگوں کی اتباع کا جو شکل سے ہی بھٹکے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔

روافض حضور غوث پاک کی عدالت میں:

میں یہاں حضور غوث اعظم کا قول پیش کرنا چاہوں گا کیونکہ تمھارا ریاض شاہ قادری کہلواتا ہے کیونکہ اس کی ساری عیاشیاں اسی نسبت پر ہیں اس لئے اپنے آپ کو قادری سلسلہ سے منسوب کرتا ہے مگر یہ شخص نہ قادری ہے اور نہ ہی اس کا دیگر سلاسل سے کوئی تعلق ہے، تم جیسے ابن سباء کی فکر کے لوگ ہر دور میں رہے ہیں یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں:

تسميتها الرافضة عن ناصبية

(اصول الدین، ص ۳۱۱)

امام لال کائی فرماتے ہیں:

علامة الرافضة تسميتهم اهل السنة ناصبيئة

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، ص ۱۳۹)

دیگر کئی اکابرین نے اس عبارت کو نقل فرمایا کہ رافضیوں کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل سنت کو ناصبی کہیں گے ظالموں کچھ خوف کرو حضور غوث اعظم کے فرمان کے مطابق تم روافض سے ہو اور ہم حضور غوث اعظم کے فرمان کے مطابق اہل سنت میں

سے ہیں۔

حضور غوث اعظم کے فرمان کے مطابق قضیہ کی ترتیب یوں ہے۔

کبری: روافض اہل سنت کو ناصبی کہتے ہیں۔

صغری: چمن اہل سنت کو ناصبی کہتا ہے۔

نتیجہ: چمن رافضی ہے۔

باقی تم اور تمھارے آباء بد قسمت ہیں کہ قرآن و حدیث سے ہی منحرف ہو چکے ہیں۔

قال:

حضور شیخ عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ کی عبارت الخ۔

الجواب:

او ظالم! کون سے سادات کا تو احترام کرتا ہے اور کس قسم کے سادات کا تو احترام کرتا ہے، او ظالم! حضور غوث اعظم کے نواسہ کو تو بخش دیتا کتنے ہلکے الفاظ میں کہہ گزرا کہ اگر اسے باب التاویل سے قرار دے کر شیخ عبدالکریم جیلی کو اکابر صوفیاء اولیاء سے قرار دیا جاتا ہے، ہم شیخ عبدالکریم جیلی کے کلام کی توجیہ کر سکتے ہیں یہ صوفیاء کا ایک خاص منہج ہے جس کو تجھ جیسے ظاہر بین سمجھنے سے قاصر ہیں۔

دوسرا صوفیاء کے کلام میں بہت ساری شطحیات ہوتی ہیں۔

تیسرا صوفیاء کا بہت سارا کلام الحاق پر مشتمل ہوتا ہے۔

چوتھا آپ کے کلام کا محمل یہ ہے کہ آپ رسول کریم ﷺ کو اس ذات کا مظہر بناتے ہوئے فرما رہے ہیں ذات کے مظہر میں کلام ہے مگر صوفیاء اس کے بھی قائل ہیں مگر صفات کے مظہر میں اتفاق ہے کتاب کا نام بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ

صفاتِ محمدیہ پر لکھی گئی ہے۔

پانچواں یہ کہ یہ تو مسئلہ رؤیا کا ہے رؤیا کا تو جہان ہی جدا ہے جبکہ ریاض شاہ صاحب تو اس جہان عالم اجسام بیداری کی حالت میں کلام فرمارہے ہیں۔

یہ پنج تن پاک کی نسبت سے پانچ جواب۔

اس کا ایک اور جواب بھی ہو سکتا ہے کیا اس کا متن آپ کے ہاتھ سے ثابت ہے یہ بات تحقیق طلب ہے اس کی کئی باقی عبارات پر بھی کلام ہے مگر ہم کو ہمارے اساتذہ کی طرف سے یہی سبق ملا ہے کہ سچے سچے اکابرین کی عبارت کا دفاع کیا جائے ہم اپنے اساتذہ اور اسلاف کے مشرب پر ہیں افسوس کہ کچھ لوگوں کی بد نصیبی کہ وہ التباس حق بالباطل کرتے ہوئے دنیا کی ہوس کا شکار ہوئے۔

قال:

ہمارا پالا اس جاہل قوم سے پڑا ہے جو امام شافعی کو سید قرار دیتے ہیں اور صحابہ کی گستاخی کے بعد کہتے ہیں ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ صحابی ہیں۔

اقول:

اگر کسی صاحب ذی شعور سے غلطی ہو جائے اور وہ رجوع کرلے تو اس میں کیا مضائقہ ہے، بناء الفاسد علی الفاسد نتیجہ فاسد۔

کیا صحابہ کرام میں بہت سارے مسائل میں اختلاف نہیں تھا اور انہوں نے بہت سارے مسائل سے رجوع بھی کیا۔ کیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کوئی صحابہ کو جاہل کہہ سکتا ہے؟ کیا وہاں بھی یہی کہوگے کہ صحابہ ایسے مسائل کو بھی نہیں جانتے تھے۔ میت کے عذاب پر حضرت عمر و عائشہ کا اختلاف، میت کا ترکہ کے مسئلہ پر ابو موسی و ابن

مسعود کے مابین اختلاف بلکہ ابن مسعود نے تو سخت بات کی کہ میں گمراہ ہوجاؤں اگر میں ابو موسی والی بات کروں ،ابن عباس کے حوالے سے دارمی میں منقول ہے کہ وہ ایک رائے رکھتے تھے پھر ترک کردیتے تھے۔**(دارمی شریف)**

اس طرح کے مسائل کا ایک دفتر ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی یہاں پر اشکال وارد کرے۔ وہ وارد کرسکتا ہے مگر ہمارا بتانا اتنا مقصود ہے کہ مغالطہ و مسائل میں اختلاف اور بعد میں رجوع صحابہ واہل بیت وائمہ کرام کا طریقہ ہے۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ صحابہ کی تعداد تو بہت زیادہ ہے شاید کوئی بھی اسکا مکمل احاطہ نہ کرپائے ،میرے امام سیدی اہل سنت سات ہزار صحابہ کے نام جانتے تھے تو بہت سارے صحابہ ایسے ہیں جن کے نام سے اہلِ علم واقف نہیں ،تو مغالطہ کا احتمال قوی ہے کمال کی بات تو یہ ہے علم کے بعد رجوع اور دیانتداری ،انہوں نے تو رجوع کرلیا اور اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہوگئے افسوس تو تم پر کہ تمھیں ہر صحابیِ نبی جنتی جنتی کے نعرے میں قائلین عقیدہ اہل سنت سے منحرف نظر آئے۔ آپ کا کیا علاج کیا جائے آپ کو سمجھانے اور بتانے کے باوجود آپ ہٹ دھرمی کا شکار ہیں جن آل رسول ﷺ کا تم دم بھرتے ہو یہ تو عقیدہ اہل سنت سے منحرف ہیں۔ تو کیا تم اپنا ٹھکانا انہی کے ساتھ بنانا چاہو گے ؟اللہ کی پناہ ،اللہ کی پناہ۔۔

سوال:

اگر عبدالکریم جیلی نے تحریف کی تو ان پر کیا حکم ہے اگر اسے باب التاویل سے قرار دے کر شیخ عبدالکریم جیلی کو اکابر صوفیاء سے قرار دیا جاسکتا ہے تو ظالموں سے پوچھنا چاہوں گا کہ پھر ساری ضد اپنے سامنے موجود اولاد رسول ﷺ سے ہی کیوں ہے.

جواب:

ہم اس کا جواب ماقبل دے چکے ہیں ایک تفسیر ہوتی ہے اور ایک تاویل ہوتی ہے، تفسیر اگر کہے تو تفسیر کے بارے میں بیان کر چکے ہیں کہ وہ تحریف معنوی پر مشتمل ہے اور اگر اسے تاویل کہے تو یہ تاویل متعذر ہے جو تحریف کے معنی میں ہی مستعمل ہے تو نہ کوئی تاویل قریب ہو سکتی ہے اس میں اور نہ کوئی تاویل بعید ہو سکتی ہے۔

مفادات کے آڑے آنے والے سادات سے عناد:

اگر شیخ عبد الکریم جیلی کو اکابر صوفیاء سے قرار دیا جاسکتا ہے یعنی کہ مصنف کے نزدیک وہ اکابر صوفیاء میں سے نہیں ہے اگر قرار دیا جائے تو پھر ریاض شاہ کو کیوں موردِ الزام ٹھرا رہے ہو؟ مولوی کا خبث دیکھئے کہ حضور غوث اعظم کا نواسہ کہا ریاض شاہ جیسا شخص کتنے ہلکے الفاظ سے حضور غوث اعظم کے نواسے کا ذکر کیا معلوم ہوتا ہے ادب سادات کا ملحوظ نہیں بلکہ ڈالروں کا محفوظ ہے۔

قال:

راقم الحروف نے دین، بہار شریعت یا تفسیر نعیمی سے نہیں لیا۔

تبصرہ:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصنع مَا شِئْتَ

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اذا لم تستحی فاصنع ماشئت، رقم الحدیث ۶۱۲۰)

اس جاہل کو کون سمجھائے کہ "**بہار شریعت**" فقہ میں اردو کی وہ کتاب ہے کہ اس کتاب جیسی کوئی کتاب فقہ پر نہیں ہے مگر انسان اندھا ہو جائے تو روشنی نصیب نہیں

ہوتی "**بہار شریعت**" وہ کتاب ہے جس پر ہمارے اکابرین اساتذہ اعتماد کرتے ہیں۔

تنبیہ:

اگر آپ اس کے جملے پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے ایک غیر مقلد منہج کا بندہ بات کر رہا ہے یا بغضِ اعلی حضرت میں اتنا ڈوبا ہے کہ اپنے محسنین کو ہی بھول گیا۔

کہتا ہے کہ میں وحی متلو اور غیرِ متلو کو ماخذ جانتا ہوں۔ جناب من ہم بھی انہی دونوں کو ماخذ جانتے ہیں مگر فقہ کی کتب کی اہانت نہیں کرتے اور نہ ہی غیر مہذب الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ پھر دوسری بات جن کو تم آلِ رسول ﷺ کہتے ہو یہ سارے مل کر جمع ہوں بلکہ اپنے حواریوں کو بھی بلالیں یہ سب مل کر بھی بہار شریعت کا ایک باب بھی نہیں لکھ سکتے ۱۷ ابواب لکھنا تو دور کی بات ہے۔

مشہور ہے:

" شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں "

یہ بات آپ پر قرض ہے کہ آپ بتائیں کہ فقہ میں اس جیسی کوئی کتاب ہے۔

اب یہ نہیں معلوم مولوی صاحب آہستہ آہستہ اصولِ اربعہ سے بھی منحرف ہو کر صرف قران و حدیث کا ہی نعرہ لگائیں گے، پھر آہستہ آہستہ حدیث سے بھی منحرف ہو کر فقط قرآن کا نعرہ لگائیں گے اور پھر معلوم نہیں اس کے بعد کہاں جائیں گے، مولوی صاحب اردو پڑھنا اتنا ہی معیوب ہے تو ریاض کو بھی بول کہ وہ بھی عربی میں لکھا کرے اور تیرے جتنے ممدوح ہیں وہ عربی میں ہی لکھا کریں اور قرآن و حدیث ہی لکھا کریں کیونکہ تیرے نزدیک ماخذ فقط دو ہی ہیں، باقی تو ایویں ہی ہے۔

قال:

شیخ ابو طالب مکی فرماتے ہیں:

روی ان الایمان ثلاث مائۃ وثلاث وثلاثون طریقۃ الخ -

الجواب:

آپ نے جو ریاض شاہ کی تحریف پر اس حدیث سے استدلال کیا یہ بالکل لایعنی اور بداہتہً مناسبت نہیں رکھتا، ہمارے نزدیک اس کے کئی جواب ہیں جن میں سے چند نقل کیے دیتے ہیں۔

پہلا جواب: اس حدیث کی سند میں کلام ہے علامہ شیخ عراقی علیہ الرحمہ جو حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کے استاد ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں جہالت ہے، لہذا استدلال کرنا درست نہیں۔

دوسرا جواب: امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب جو لکھی ہے اس کتاب کے لکھنے کا مقصد ہی فقہائے کرام جو مجتہدین ہیں ان کا دفاع کرنا ہے آپ تو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فقہی حوالے سے کئی مناہج ہوسکتے ہیں۔

تیسرا جواب: اس کی ہمارے پاس کوئی تفصیل نہیں کہ ہم بیان کرسکیں یہ ایمان اس طریقے کا ہے اور درست ہے اور یہ ایمان اس طریقے کا درست نہیں یعنی یہ حدیث مبہم ہے، مشکل الحدیث میں سے ہے اس طرح کے موقف کا استدلال اس سے بے معنی ہے، چوتھا جواب یہ ہے ایمان فقط تصدیقِ قلبی کا نام ہے جس پر کوئی اختلاف نہیں ہاں بسیط و مرکب ہونے میں اختلاف ہے ان میں بھی لفظی نزاع ہے معنوی نہیں۔ جب ایمان فقط تصدیقِ قلبی کا نام ہے تو لہذا اس ایمان کے کئی طرق ہونا درست نہیں۔ تصدیق قلبی کسی صورت میں بھی ساقط نہیں ہوتی جبکہ تصدیقِ لسانی کے ساکت ہونے کی رخصت موجود ہے۔ تو معلوم ہوا ایمان تصدیقِ قلبی کا نام ہے جس کی ایک ہی صورت ہے نہ کہ کئی پھر جو اس حدیث پاک میں بیان فرمایا اس کا

مطلب ہے اس کی تعبیرات مختلف ہوں گی کیونکہ یہاں پر عدد مقصود نہیں مبالغہ مقصود ہے۔

بعض حدیثوں میں جو آتا ہے:

ان بینا یدی الرحمن للوحا فیه ثلاثمائه و خمس عشرة شریعه الخ

رواه ابو یعلیٰ و فی اسناده عبد الله بن راشد وهو ضعیف

بعضوں میں ہے:

الایمان ثلاثمائه وثلاثون شریعه الخ

فی اسناده عیسی بن سنان الخ -

اگر اس حدیث کو سامنے رکھا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے رسولوں علیہم السلام کی شریعتیں مراد ہیں نہ کہ ریاض شاہ جیسے بندے کے خرافات اب دونوں حدیثوں میں مطابقت پیدا ہو سکتی ہے اور معنی بھی درست ہے اور ہماری شریعت نے سب شریعتوں کو ناسخ کر دیا اس حدیث سے دونوں حدیثوں میں مطابقت بھی پیدا ہو سکتی ہے اور یہ معنی متبین وواضح ہوا۔

قال:

علامہ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں میں نے سیدی علی خواص کو یہ بھی کہتے سنا کسی مجتہد کے قول پر انکار یا اس کو غلط قرار دینے میں جلدی سے بچو مگر شریعت کی ساری دلیلیں جاننے اور عرب کی ان تمام لغات کی معرفت کے بعد جن پر شریعت مشتمل ہے ان کے معنی کی معرفت کے بعد جن پر شریعت مشتمل ہے۔

الجواب:

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت صاف اور واضح مفہوم و اطلاق کو بیان کر رہی ہے مگر جب عقل کا اندھا ہو بلکہ دل کا اندھا ہو اس کو عبارت واضح و بدیہی مفہوم میں بھی گدلا پن نظر آئے گا کیونکہ جب دل گدلا ہوتا ہے تو وہ پورے عالم صغیر کو تعفن زدہ کر دیتا ہے۔

کوئی بھی ذی فہم قاری اس عبارت کو پڑھ کر اس مضحکہ خیز استدلال پر مصنف کو داد دیئے بنا نہیں رہ سکے گا کہ جن کا مبلغ علم اتنا بھی نہ ہو کہ وہ ابتدائی طالب علم بھی جس عبارت کو سمجھ لے ان کے اندر سمجھنے کی لیاقت نہ ہو وہ چلے امام احمد رضا کی عبارتوں پر نقد وارد کرنے۔

اس علمی یتیم کو کوئی استدلال کے قواعد و ضوابط بتائے کہ استدلال کیسے کیا جاتا ہے

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا

بھانڈ متی نے کنبہ کا جوڑا

کیا ریاض شاہ مجتہد ہے؟

کیا ریاض شاہ کسی مجتہد کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے؟

وہ علماء کی صف میں بھی سچ پوچھو تو کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہے۔

اب قارئین سمجھ سکتے ہیں کہ کتنی خیانت سے **"محرف کون"** کا مصنف کام لیتا ہے کہ مجتہدین کی عبارت کو ریاض شاہ جیسے شخص پہ چسپاں کر دیا افسوس جب عقل پر پردہ پڑتا ہے تو انسان سمجھنے سے قاصر ہو جاتا ہے۔ موصوف! عبارت پڑھنا علم نہیں۔ عبارت کا فہم علم ہے۔ عبارت نقل کرنا علم نہیں عبارت کا فہم علم ہے۔ لکھنا علم نہیں اس کا فہم علم ہے۔

ہم فصل اول میں مصنف کی عبارت پر گرفت اور ما بہ نزاع کا جو عبارت سبب تھی اس پر گفتگو کر چکے اور اس بات کو واضح کیا کہ ریاض شاہ نے قران کریم میں تحریف معنوی کی ہے جس کو ہم نے تفسیر قرطبی، تفسیر آلوسی، تفسیر طبری، تفسیر ملا علی قاری، تفسیر ابن کثیر، شیخ زادہ، تفسیر جیلانی و دیگر متعدّد تفاسیر سے مزین کیا کہ جو معنی اس نے کیا ہے یہ مقصدِ تنزیل کے خلاف ہے اور اس سے عدول ہے اور یہ تحریف معنوی کا ارتکاب ہے۔

فصل دوم:

اب ہم دوسری فصل کا ذکر کرتے ہیں جس میں مصنف نے سیدی اعلی حضرت پر جو الزام لگایا ہے کہ الشیخ امام احمد رضا رحمہ اللہ نے تحریف معنوی و تحریف لفظی کا ارتکاب کیا ہے یہ الزام واتہام روز روشن کی طرح بدیہی البطلان ہے۔

ہائے افسوس صد افسوس! جس ہستی کے احسانوں کے حصاد سے ہم روز قیامت تک باہر نہیں نکل سکتے تم نے اسی ہستی کو نجاست آلود قلم سے مجروح کرنا چاہا۔

مشہور مقولہ ہے۔

اذا کان الغراب ھداھم سیھدیھم طریق الھالکین

ایک مرد قلندر نے کہا تھا۔

"در در کتیو مالکاں نو پے گئے او"

قال:

اس وقت بریلوی ناصبیوں نے وہی انداز اپنا لیا جو ایک عرصہ سے وہابیت کا انداز چلا آرہا تھا بلکہ اگر کہا جائے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہابیت کی شدت میں قدرے کمی آئی ہے تو شاید بے جا نہ ہو۔

تبصرہ:

عجب بات ہے کہ بد عقیدہ لوگ بھی یہی کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور ان لوگوں کی عبارات کی توجیہ کرتے ہیں جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی بے ادبی کی۔ تو یہ دونوں باتیں تعارض پر مشتمل ہیں۔ مصنف بھی کچھ اسی طریقہ سے انہی کی روش پر چل رہا ہے کہ اکابرین پر حملہ کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔

قارئین بغضِ اعلیٰ حضرت کا ظہور دیکھیے کہ اس کے بڑوں کو یہ کہا وہ دین سے منحرف ہو رہے ہیں۔ تو یہ بغضِ اعلی حضرت پر اتر آئے وہ ہستی کہ بڑے بڑے سادات ،اولیاء کرام ان کی شاگردی میں رہنے پر فخر محسوس کرتے رہے۔ یہ ان پر معترض ہے۔ پھر میں نے سوچا یہ تو آلِ رسول کا غلام اور ان کے در کا کتا ہے اور بہت سارے سادات اور سچے سید تو اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بیٹھے اور بیٹھنے کو سعادت سمجھا، تو اس کی عبارت میں تو تعارض نظر آرہا ہے پھر اس کا رفع یوں ہوا کہ وہ دین شریف سمجھ کر اعلی حضرت کی بارگاہ میں اپنی سانس لینا سعادت سمجھ رہے تھے یہ دنیا کی ہوس کا شکار ہے لہذا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

الجنس یمیل الی الجنس

مصنف کے نزدیک بریلویوں کی دو قسمیں ہیں ایک ہیں بریلوی جو ناصبی ہیں اور دوسرے بریلوی وہ ہیں جو غیر ناصبی ہیں۔ میں جناب من سے پوچھتا ہوں یہ ناصبی بریلوی بھی اعلی حضرت کی طرف منسوب اور غیر ناصبی بریلوی بھی اعلی حضرت کی طرف منسوب ہیں یہ ناصبی بریلوی حقیقی بریلوی ہیں یا نہیں۔ اگر حقیقی بریلوی ہیں تو پھر غیر ناصبی بریلوی اس کا قسیم نہیں بنے گا۔ اگر یہ مجازاً بریلوی ہیں تو اعلیٰ حضرت کے

پیروکار ہیں یا نہیں اگر اعلی حضرت کے پیروکار نہیں تو دو صورتیں ہیں اعلیٰ حضرت ناصبی ہیں یا نہیں اگر ناصبی ہیں تو پھر یہ پیروکار بھی ناصبی ہوئے اگر اعلی حضرت ناصبی نہیں تو پھر یہ پیروکار نہ ہوئے۔

غیر ناصبی بریلوی یہ حقیقی بریلوی ہیں یا نہیں اگر حقیقی بریلوی ہیں تو پھر دو صورتیں یہ اعلیٰ حضرت کے پیروکار ہوں گے یا نہیں اگر پیروکار نہیں تو بریلوی کہنا چہ معنی دارد اگر پیروکار ہیں تو پھر سوال ہے اعلیٰ حضرت مسلکِ حقہ پر تھے یا نہیں۔ اگر مسلکِ حقہ پر تھے تو لہذا لازم ہے کہ وہ شخص نہ ہی قران کی تحریفِ معنوی کا مرتکب ہو نہ ہی تحریفِ لفظی کا۔ جبکہ تم اپنی اس تحریف سے ثابت کر رہے ہو، یا اعلیٰ حضرت تحریفِ معنوی کا بھی مرتکب ہے اور تحریفِ لفظی کا بھی، ایسا شخص گمراہ و دائرہ اسلام سے خارج ہو گا نہ کہ مسلکِ حق پر۔ دوسرا سوال یہ ہو گا اس میں نسبت کرنا بریلوی غیر ناصبی اعلی حضرت کی طرف اس میں کیا حکم ہو گا جو شخص ایک گمراہ کی طرف منسوب ہو یا کرے اس کا کیا حکم ہے اگر مسلکِ حقہ پر نہیں تھے یا تیرے نزدیک ہے تو ان کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا گمراہی سے خالی نہیں۔ دوسرا یہ تقسیم کرنا بریلوی ناصبی و بریلوی غیر ناصبی یہ تقسیم سراسر باطل ہے کہ یہ فہرست پیش کرے کہ جو بریلوی ناصبی ہے اور جو بریلوی غیر ناصبی ہے، دوسری بات یہ تقسیم کرنا اس اعتبار سے بھی باطل ہے کہ بریلوی ناصبی جو ناصبی ہونے کی بدولت گمراہ ہوئے اور بریلوی غیر ناصبی اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے گمراہ ہوئے مجھے واضح کریں کہ اس نے قسیم کس اعتبار سے بنایا ہے۔

قال:

اس فصل کا عنوان شاید کچھ دوستوں کے لیے گرانی کا باعث و سبب ہو، لیکن سچ

یہ ہے یہ عنوان حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی توہین وتنقید یا ان پر اعتراض کی خاطر نہیں باندھا گیا۔

تبصرہ:

واہ! کیا فریب ہے اس کو کیا نام دوں! لومڑی کی سی چالاکی اور کذب وجدل۔ میں کسی کو گالی دے کر بولوں کہ جناب محترم گالی دے کر آپ کی توہین مقصود نہیں تھی بلکہ جو کہا ہے اس کا کسی سے اختلاف تھا۔ وہ بھی ان کو اس طرح گالیاں دیتے تھے نتیجے میں ان کا بدلہ لینے کے لیے آپ کو گالی دے رہا ہوں۔ ان گستاخوں کی طرف ہو کر بھی میں آپ کو گالی دے سکوں۔

قال:

جس چیز کو تحریف ٹھہرا کر حضرت قبلہ شاہ کے خلاف اپنے اندر کا گند نکالا جا رہا ہے اگر وہ تحریف ہے تو اس سے شدید تحریفات کا ارتکاب تو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا کر چکے ہیں۔

تبصرہ:

اپنے اس قضیہ میں کہتا ہے اگر یہ تحریف ہے تو اعلیٰ حضرت نے بھی اس طرح کی تحریفات کی ہیں۔ یہ قضیہ شرطیہ ہے اگر یہ تحریف ہے، تو یہ اعلیٰ حضرت کے کلام میں تحریف ثابت ہے۔ لیکن اس کے کلام میں تحریف ثابت ہے یعنی اعلیٰ حضرت کے کلام میں تحریف ثابت ہے۔ اب یہاں قضیہ شرطیہ کے نتیجہ دینے کی صورتیں کتنی متحقق ہیں ان میں سے کوئی صورت بھی وضع کی ہو یا رفع کی ہو یا استثناء کی ہو کسی صورت میں بھی یہ نتیجہ حاصل نہیں ہوتا۔ جو مصنف خبثِ باطن سے حاصل کرنا چاہتا ہے واہ!

تیری عقل ابھی تو اعلیٰ حضرت کی تعریف کر رہا ہے قضیہ شرطیہ نتیجہ دینے کی تمام صورتوں پر اعلی حضرت پر حکمِ تحریف لاگو ہوتا ہے۔

نتیجہ کی مختلف صورتیں:

قیاس اقترانی شرطی کی صورتیں

جب ریاض شاہ محرف قرآن ہو گا وہ گمراہ ہو گا

کبری

جب وہ گمراہ ہو گا اہل سنت سے خارج ہو گا

نتیجہ

ریاض شاہ اہل سنت سے خارج ہے۔

قیاس استثنائی کی صورتیں ۔

اگر شرطیہ متصلہ ہو۔

اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

صورت اول۔

استثناء عین مقدم نتیجہ عین تالی ۔

جب ریاض شاہ نے تحریف کی ہے وہ گمراہ ہو گا۔

لیکن ریاض شاہ نے تحریف کی ہے۔

نتیجہ۔

ریاض شاہ گمراہ ہے۔

دوسری صورت:

استثناء نقیض تالی نتیجہ رفع مقدم۔

لیکن ریاض شاہ نے تحریف نہیں کی۔

نتیجہ ریاض شاہ گمراہ نہیں ہے۔

مگر استثناء نقیض تالی باطل ہے۔

لہذا نتیجہ واضح ہے۔

تم میں کوئی مرد ہے؟

جبکہ تم یہ کہنا چاہتے ہو اگر ریاض شاہ نے تحریف کی ہے تو اعلی حضرت نے بھی تحریف کی ہے۔

جبکہ ریاض شاہ نے تحریف کی ہے وہ گمراہ ہے۔

تو بتاؤ نتیجہ کیا نکلا۔

تم میں کوئی مائی کا لعل ہے تو سامنے آئے اور ثابت کرے کہ ریاض شاہ نے تحریف نہیں کی کوئی ذی شعور۔

یا کوئی مرد، عقلمند صاحب علم تمھارے گروہ میں نہیں جو یہ بات کر سکے کہ ریاض شاہ نے تحریف نہیں کی یہ لو اس کے مصادر و مراجع۔

ابھی تک تو تمہارے گروہ میں ایک بھی مرد کا بچہ نہیں جو سامنے آئے اور دلائل کی روشنی میں بات کر سکے۔

ابھی تک تو لایعنی اور بیہودہ گفتگو سننے کو ملی غیر مربوط جس کا موضوع سے معمولی سا بھی تعلق نہیں۔

جو انسان منہج اہل سنت کو سمجھنے سے قاصر ہو افسوس صد افسوس کہ وہ مسلک اہل

سنت کے ترجمان پر تکلف بن رہے ہیں اور التباس حق من الباطل کرتے ہوئے اہل بیت کا کارڈ استعمال کر رہے ہیں۔

ایک اور گروہ بھی ہے جو یہ کوشش عرصہ دراز سے کر رہا ہے۔

اب ایک دوسری شکل میں تم لوگ ہو۔

قال:

اگر اس قسم کی گفتگو کی وجہ سے حضرت قبلہ شاہ جی کے خلاف جو کچھ بکا گیا ہے وہ درست ہو تو اس اصول پر وہ فتوے حضرت مولانا شاہ احمد رضا پر بھی لگتے ہیں۔

تبصرہ:

اگر یہ بکنا شاہ جی پر درست ہو تو یہ بکنا اعلی حضرت پر بھی درست ہو گا۔ بکنا لفظ تو آپ کا ہے یعنی یہ فتوی و حکمِ فتوی لگانا شاہ جی پر درست ہے تو اعلی حضرت پر بھی درست ہو گا۔

قال:

مولانا احمد رضا صاحب کافر و مرتد قرار پاتے ہیں۔

تبصرہ:

مولوی تو مر کیوں نہیں گیا یہ لکھتے وقت، مولوی تو دھنس کیوں نہیں گیا تیرا دل لرزہ نہیں تیرا دل کانپا نہیں تیری کسی حمیت و غیرت نے تجھے للکارا نہیں۔ مگر حمیت ہوتی تو وہ للکارتی غیرت ہوتی تو وہ یہ کہتی کہ تو اس ہستی کو کہہ رہا ہے جو عشق رسالت ﷺ کی شمع کو چار سو روشن کرنے والی ہے۔ جو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ترین مجاہد ہے رسول کریم ﷺ کو کتنی تکلیف دی ہوگی تو نے مگر عقل ہو تو

سوچے۔

طوفان بدتمیزی:

ما قبل پر حکم مرتب کرتے ہوئے کہتا ہے ان کی پیروی کرنے والے سارے بریلوی بھی کافر و مرتد۔

سوال:

جو تیرے نزدیک دو قسمیں ہیں ؛بریلوی ناصبی و غیر ناصبی، یہ غیر ناصبی بریلوی بھی کافر ہو گئے اب بچا کون ؟تو، وہ ریاض شاہ اور دو تین شاہ۔

قال:

کیونکہ حضرت مولانا احمد رضا رحمہ اللہ نہ صرف ۱۲ تحریفِ معنوی کے مرتکب ہوئے بلکہ آپ نے کئی بار قرآن عظیم میں تحریف لفظی کا ارتکاب بھی کیا بمطابق مزاج بریلویاں۔

تبصرہ:

تحریفِ معنوی میں حکم کی تقسیم ہوتی ہے مگر تحریفِ لفظی کا نہ تو حکم اور نہ ہی تقسیم بلکہ اس کا ایک ہی فرد کہ کفر و ارتداد تو اعلی حضرت نے جب تحریفِ لفظی کی ہے تو پھر آپ اپنا بتائیں کہ کیا حکم ہے آپ نے رحمہ اللہ کہا ہے اور جو کافر و مرتد کو رحمہ اللہ کہے وہ خود کافر و مرتد ہے معاذ اللہ نقلِ کفر کفر نباشد مولوی اگر مگر سے بھاگنے نہیں دوں گا تم نے اعلی حضرت پر تہمت لگائی ہے تحریفِ لفظی کی جس کو ہم اپنے مقام پر بیان کریں گے بمطابق مزاج بریلویاں تم نے بریلوی ایک شخص کو سمجھا ہے ارے بے وقوف بریلوی ایک مسلک کا نام ہے مسلکِ اہل سنت کی معرفت و پہچان کا نام ہے۔

قال:

ہم پہلے بھی صراحت کرچکے ہیں ہماری اس گفتگو کا مقصد حضرت فاضلِ بریلوی پر اعتراض نہیں اس گفتگو کا مقصد وہابیت کے پیچھے سر پر دوڑتی بریلویت کے پیروکاروں کو اپنا منہ دکھانا ہے اگر اس سے بظاہر پر مظاہر اعتراض فاضل بریلوی کی شخصیت پر محسوس ہو تو اس کو حکایتِ کلامِ معترض سمجھا جائے ورنہ ہمارا اصل مخاطب محرِف بریلویت کے پیروکار ہیں۔

تبصرہ:

صاف	دِکھتے	بھی	نہیں
سامنے	آتے	بھی	نہیں

کیا گفتگو ہے کہ ہمارا فاضلِ بریلوی پر اعتراض نہیں ہے عجب تماشہ ہے عجب تعارض وتضاد وتناقض کہ عقل والے بھی حیران ہیں اور جن کے پاس تھوڑی سی سمجھ ہے وہ بھی حیران ہیں کہ مصنف کیا کہہ رہا ہے اعلی حضرت موردِ الزام بھی نہیں ہیں پھر اعلی حضرت پر الزام بھی لگاتا ہے اعلیٰ حضرت نے تحریف بھی کی ہے اعلی حضرت نے تحریف نہیں بھی کی یہ کون سے قضایہ ہیں ابھی تم خود ہی بتاؤ کون سا قضیہ درست ہے یا پھر ڈرامہ کیا ہے موردِ الزام اعلی حضرت نہیں ہے ایک طرف یہ مقدمہ ایک طرف تضاد ایک طرف تمہارا تناقض پھر رفع کی صورت میں ہوگا دوسری صورت تمہاری اس تحریر کے اندر تو ثابت نہیں ہے بلکہ تم تو خود مدعی ہو چکے ہو اعلی حضرت کے کلام میں تحریف کے اور پھر تم نے عنوان یہ رکھا فاضل بریلوی کی قران عظیم میں ایک درجن معنوی تحریفات لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

چمن شاہ کا یہ کہنا کہ اس گفتگو کا مقصد محرف وہابیت کے پیچھے دوڑتی

بریلویت کو آئینہ دکھانا ہے، محرف تو آپ کے نزدیک سیدی اعلی حضرت بھی ہیں تو کیا ان کو بھی آئینہ دکھانا ہے پھر یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت پر اعتراض مقصود نہیں، دو متضاد کلاموں کا مجموعہ ہے یا بریلویت سے خاص افراد مراد لینا وہ تو لئے جاسکتے ہیں مگر وہابیت کی تردید کرنا تو دین کی اتباع و قرآن و حدیث کی اتباع ہے۔

پیر مہر علی شاہ کی عدالت میں وہابی:

اگر تو آل رسول ﷺ کا سچا اور پکا دم بھرتا ہے اور ان کی نوکری کو سعادت سمجھتا ہے تو میں تجھے ایک ایسی شخصیت کا بتادوں جو سید السادات بھی ہیں اور قد آور بھی ہیں جن کو دنیا پیر مہر علی شاہ کے نام سے جانتی ہے۔

وہ اپنی کتاب سیفِ چشتیائی میں فرماتے ہیں:

تیس دجال ہونگے جو مدعی نبوت ہونگے ان میں سے ایک ابن عبد الوھاب ہے۔

(سیف چشتیائی، ص۹۸ مطبوعہ گولڑہ شریف)

چلو دوسرے سید کا بھی حوالہ سن لو شاید کہ آپ ایک آدھے سید یا غریب سید کی پیروکاری نہ کرتے ہوں۔

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

ابن عبد الوھاب کا تعلق خارجی فرقے سے ہے اور یہ گمراہ ہیں۔

(فتاوی شامی کتاب الجہاد، ج٦ص ۴۰۰)

سید نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں:

فرقہ وھابیہ گمراہ ہے۔

(رد تقویۃ الایمان)

پیر سید دیدار علی شاہ صاحب فرماتے ہیں:

ان کا فتوی تو طویل ہے میں ان کی عبارت کا مفہوم پیش کر دیتا ہوں۔

۱. وھابی کو "**لامذھب**" سے تعبیر کیا۔

۲. سادات کرام کو وھابیوں نے عام طور پر قتل کیا۔

یہ شاہ صاحب کی عبارت بار بار پڑھ شاید کوئی حیا کی رگ باقی ہو اور وہ جاگ جائے۔

۳. حضور کی شان میں سخت بے ادبیاں کیں۔

۴. ان کو مسجدوں سے نکال دینا چاہیے۔

۵. جو حکم رافضی شیعہ خارجی کا ہے وہی حکم ان اہل حدیث کا ہے۔

یہ پنج تن پاک کی نسبت سے پانچ عبارتیں ایک سید کی جو آل رسول ﷺ ہیں۔ (فتاوی دیداریہ، جلد ا، ص ۶۴۵)

اب جناب ان کو بھی یہی کہیں گے کہ یہ وہابیت کے پیچھے پڑ گئے۔

یاد رہے ابھی میں نے صرف ایک مقام سے فتوی نقل کیا ہے ورنہ شاہ صاحب نے تو دیگر مقامات پر بھی رد فرمایا ہے۔

سید مدنی میاں۔

یہ بھی وھابی فرقہ کو گمراہ کہتے ہیں۔

سید ہاشمی میاں۔

یہ بھی وھابی فرقہ کو گمراہ کہتے ہیں۔

سید عبد الفتاح اشرف گلشن آبادی۔

یہ اعلیٰ حضرت کے دور کے قریب تھے وہ بھی وھابی فرقے کو گمراہ سمجھتے ہیں۔

جناب من میں رسالہ کو طول نہیں دینا چاہتا وگرنہ صرف سادات کے ہی اتنے فتاوی جات ہیں کہ ایک دفتر تیار ہو جائے۔

اب آپ فرمائیں کہ یہ کونسی قسم میں سے سید وآل رسول ﷺ ہیں، جو وھابیت کے پیچھے پڑے ہیں۔

قال:

پس اگر محرفِ بریلویت کے مطابق کنز الایمان کو دیکھا جائے تو ایک دو بار نہیں مولانا احمد رضا نے صدہا بار قرآن عظیم کے ترجمہ میں بد ترین تحریف معنوی سے کام لیا ہے یہاں بطور مثال صرف ایک درجن نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

اقول:

محرف بریلویت کے مطابق لفظ سے تمھاری جان نہیں چھوٹے گی کیونکہ عدم مساوات عبارت میں موجود ہے۔

عدم مساوات:

۱. اعلی حضرت اور ریاض شاہ کے کلام میں مساوات نہیں ہے۔
۲. مقیس و مقیس علیہ میں مناسبت نہیں۔
۳. یہ تب کہا جا سکتا تھا جب تحریف کا الزام غلط ہوتا۔ تو یہ الزامی جواب ہو سکتا تھا جبکہ تم پورے رسالے میں کہیں بھی یہ ثابت نہیں کر پائے کہ ریاض شاہ نے تحریف نہیں کی۔

۴. جب ریاض شاہ کی تحریف ثابت ہو گئی تو اس کے مقدمہ پر یہ کہنا کہ مطابق محرف بریلویت یہ جھوٹ پر مبنی ہو گا اور خیانت پر مبنی ہو گا۔

۵. ریاض شاہ نے ترکیب کا خیال رکھے بغیر اور تفسیر کا خیال رکھے بغیر اختراعی و کذب پر مشتمل تقریر و تفسیر کی؛ جبکہ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ تشریحی اور تفسیری کیا ہے۔

یا تو چمن شاہ ثابت کرے کہ یہ ریاض شاہ کا کلام تفسیر، فلاں تفسیر فلاں ماخذ میں موجود ہے۔

"بناء الفاسد علی الفاسد نتیجة فاسدہ ہو گا"

قاعدہ ہے لازم ملزوم سے جدا نہیں ہوتا، ریاض شاہ کی تقریر کو تحریفِ معنوی لازم ہے جس کا انفکاک نہیں ہوسکتا جبکہ سیدی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو تحریف معنوی لازم ہونے کا دور دور تک بھی استدلال درست نہیں نہ ہی کسی قسم کا شائبہ موجود ہے، جب یہ تمام مقدمات مسلم ہیں تو یہ نتیجہ بھی مسلم و لازم ہو گا۔

ریاض شاہ کے کلام کو تحریف معنوی کا لازم ہونا ہے جب یہ ثابت ہوا تو کلام اس کو معنی لازم ہونا ہے۔

کبریٰ: جو تحریف معنوی کا مرتکب ہو گا وہ گمراہ ہو گا۔

صغریٰ: ریاض شاہ تحریف معنوی کا مرتکب ہے۔

نتیجہ: ریاض شاہ گمراہ ہے۔

کبریٰ مسلم ہے جس پر کسی شاہد کی ضرورت نہیں، صغریٰ نظری ہے اس کے لئے شاہد کی ضرورت ہے اور شاہد نے شاہد پیش کردیا جو شاہد ہو گا اس پر ضرور شاہد

ہو گا، چمن نے مابہ الاشتراک تحریف نہیں بلکہ مابہ الاشتراک تحریف کے ساتھ بد ترین تحریف کا الزام بھی لگایا ہے یعنی ریاض کی تحریف جو گمراہی پر مشتمل ہے اس سے بھی بڑی گمراہی پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ کنزالایمان، اس سے قبل کہ فقیر جواب دے ۔اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے حوالے سے فقیر پوچھتا ہے کہ آپ آل رسول ﷺ کا بہت احترام کا دم بھرتے ہیں ان کے در کا نوکر ہونا ان کے در کا کتا ہونا پسند کرتے ہیں۔

آپ سے سوال ہے کہ میرے ذکر کردہ اہل بیت، آل رسول ﷺ جو اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو ایمان کی روح سمجھتے رہے اور اعلی حضرت کی اتباع میں سرشار ہے ان پر آپ کا کیا حکم ہو گا؟

بطور نمونہ چند لوگ پیش خدمت ہیں:

قارئین کو ضرور معلوم ہو گا کہ یہ آل رسول ﷺ کا نوکر ہے یا مال و زر کا۔ یہ بطور نمونہ چند پیش ہیں ورنہ اگر صرف آل رسول ﷺ کا دفتر تیار کیا جائے تو ایک رجسٹر تیار ہو کہ جو آل رسول سیدی اعلیٰ حضرت کی اتباع میں مشغول اور اعلیٰ حضرت کی اتباع کو اپنا فخر سمجھتے تھے اور ایمان کا حصہ سمجھتے تھے۔

١. سید دلدار علی شاہ صاحب۔(١٩٣٥ء١٣٥٤ھ)
٢. سید شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی۔(١٩٣٦ء١٣٥٥ھ)
٣. سید جماعت علی شاہ لاثانی سرکار۔(١٩٣٩ء١٣٥٨ھ)
٤. سید نعیم الدین مراد آبادی۔(١٩٤٨ء١٣٦٧ھ)
٥. سید جماعت علی شاہ صاحب۔(١٩٥١ء١٣٧٠ھ)

٦. سید ابو الحسنات شاہ صاحب۔(۱۹۶۱ء۱۳۸۰ھ)

۷. سید ابو البرکات شاہ صاحب۔(۱۹۷۸ء۱۳۹۸ھ)

۸. سید افضل حسین شاہ مونگیروی۔ (۱۹۸۲ء۱۴۰۲ھ)

۹. سید جلال الدین شاہ صاحب۔(۱۹۸۵ء۱۴۰۵ھ)

۱۰. پیر سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب۔(۱۹۸۶ء۱۴۰۶ھ)

۱۱. سید محمود احمد رضوی۔(۱۹۹۹ء۱۴۲۰ھ)

۱۲. سید غلام جیلانی شاہ صاحب۔

۱۳. سید مراتب علی شاہ ساحب۔

۱۴. پیر سید تراب الحق شاہ صاحب۔(۲۰۱۶ء۱۴۳۸ھ)

ایک اور سید کا بتاتا ہوں جو اعلیٰ حضرت کے دیوانے ہیں اور اس سید کے بارے میں تیرے مالک یہ کہتے ہیں کہ میرے سید ہونے میں شک ہو سکتا ہے مگر معروف شاہ کے سید ہونے میں شک نہیں یہ راجپوت بھی ہو تو سید ہے، میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ان سادات کے آپ پیروکار ہیں یا نہیں اگر ان سادات کے پیروکار نہیں تو ان سادات کے مطابق آپ پر اور آپ کے ساتھ نسوار بیچنے والوں پر کیا فتوی عائد ہوتا ہے؟ اگر آپ پر اور آپ کے ساتھ نسوار بیچنے والوں پر کوئی فتوی نہیں تو پھر اعلیٰ حضرت کے متبعین پر کیا فتوی صادر ہوتا ہے؟ تمھارے قضایا کی ترتیب تو بتاتی ہے کہ یہ بھی معاذ اللہ سارے سید گمراہ تھے، اور اگلا قدم بھی تم نے اٹھایا جو میں لفظ بولنا ثقیل سمجھتا ہوں مہربانی کر کے بیان فرمادیں ان کی نوکری کرنا فخر ہے نہ کہ ان کی نوکری جو مال و زر کے پیچھے ہیں اپنا ایمان تک بھی بیچ ڈالیں، یہ تو صرف میں نے وہ اسلاف پیش

کئے جو سید ہیں شاہ صاحب ہیں آل رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں ورنہ اعلیٰ حضرت کے متبعین علمائے حقہ ثابتہ کی اتنی طویل اور لمبی فہرست ہے جسے تیار کرنے میں وقت درکار ہے۔

اب میں مصنف کے اعلی حضرت پر ترجمہ کے حوالے سے الزام کا جواب دینا چاہوں گا سب سے پہلا اعتراض۔

نبی کے معنی میں تحریف:

قال:

حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب چونکہ رحمت عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات اقدس کے لئے علم غیب کا نظریہ رکھتے تھے اور اہل سنت کا نظریہ بھی یہ ہی ہے آپ نے اپنے اس نظریہ کی تائید کی خاطر قرآن عظیم کے ترجمہ کے دوران نبی کے معنی غیب بتانے والے کے کئے ہیں۔

اقول:

قارئین کرام یہ فقط امام احمد رضا کا نظریہ نہیں بلکہ اہل سنت کا نظریہ ہے۔ یہ تو قرآن و حدیث میں موجود ہے اور مطلقاً غیب کا نہ ماننا کفر ہے۔ پھر اس کی تنقیح و تفصیل موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی کتابوں میں اس تفصیل کو بیان فرمایا۔

"اعتقاد الاحباب، الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ میں،

سید عبدالحی قطانی کی کتاب دو جلدوں پر مشتمل کتاب جلاء القلوب میں، پھر مفتی غلام محبوب ہمارے جدامجد کے استاد محترم نے نجم الرحمان میں"

جب ایک طرف کہتے ہو احمد رضا کا نظریہ تھا اس سے وھم دیا کہ جیسے اس کا ذاتی

نظریہ ہے پھر چالاکی دکھلاتے ہوئے بولا کہ اہل سنت کا نظریہ بھی یہی ہے۔ پھر اعتراض و اشکال کس بات پر؟ جب اہل سنت کا نظریہ بھی یہی ہے تو حرکت شنیع کی کیا ضرورت تھی کہ اعلی حضرت کا نظریہ کہا۔ جناب اس کا تعلق ضروریاتِ دین سے بھی ہے اور ضروریاتِ اہلِ سنت سے بھی ہے اور فضائل و کمالات سے بھی۔ جیساکہ سیدی و امامی اہل سنت نے اس کو بیان فرمایا اس ترجمہ کی خیانت کا آپ نے اسی سے پوچھ لیا ہوتا کہ یہ ترجمہ تحریف پر مشتمل ہے یا نہیں؟ یہ لکھوں یا نہیں؟ یہ الزامی جواب دوں یا نہیں؟ میرا گمان یہ ہے کہ عرفان شاہ صاحب اس نیچ اور گھٹیا حرکت تک اتریں یہ گمان نہیں کرتا۔ یہ ریاض شاہ ہی ہو گا جس نے اپنے قدیم خبثِ باطن کو تیرے ذریعے ظاہر کرنا چاہا۔

قال:

بریلوی حضرات جیسے ہر بات کو تحریف قرار دینے پر پر تولے ہیں۔ ان کے مطابق تو نبی کے معنی غیب بتانے والے کرنا تو کھلی تحریف ہونا چاہیئے اور اس بنیاد پر احمد رضا کافر و مرتد وغیرہ جو بکواسیں بریلوی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں وہ سارے فتوے فاضل بریلوی پر لگنے چاہیئے۔

اقول:

قارئین کرام! کہاں ریاض شاہ کے ہفوات اور کہاں امام اہلسنت کے ترجمہ بلاغی رموز و اشارات۔

مگر افسوس صد افسوس

دیدہ کور کو کیا نظر آئے وہ کیا دیکھے

نبی کے مشتق منہ میں اختلاف ہے، **بعض** کے نزدیک اس کا **مشتق منہ مہموز** اللام ہے یعنی اس کے حرف اصلیہ ن، ب، ء، نَبَأٌ ہے، **بعض** کے نزدیک اس کا **مشتق** منہ اس کا مادہ نَبَوٌ ہے ناقص واوی یا مہموز اللام جب اس کا **مشتق منہ مہموز** اللام ہو تو اس کا معنی جو اہل لغت نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے جیسا کہ ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریہ فرماتے ہیں۔

النبأ الخبر لانه يأتى من مكان الى مكان والمعنى المخ

(مقاييس اللغة ابو الحسن احمد بن فارس بن زكريا ،ت:۳۹۵، ص ۸۸۳، قاھرہ، دار الحدیث ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸ء)

نبأ کا معنی ہے خبر، خبر کو خبر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی ہے اور اس کا معنی ہوتا ہے خبر دینے والا۔

علامہ ابن منظور افریقی کہتے ہیں:

النبى هو الذى انبأ عن الله-

(لسان العرب ،علامہ جمال الدين ابو الفضل محمد بن مكرم ابن منظور الانصارى الافريقى ،ت:۷۱۱ج ۱۵، ص ۳۵۱، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۳ء)

نبی اس کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے یا اللہ کے پیغامات کی خبر دینے والا ہوتا ہے۔

آپ کو مسرت ہوگی کہ اب میں جس لغت کے امام کا حوالہ دینے لگا ہوں قارئین کرام آپ بھی دیکھ لیجئے گا کہ یہ کتنی نوکری آل پاک کی کرتا ہے یا صرف آل پاک کا نام لیتا ہے۔

سید غلام مرتضی زبیدی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انت نبی تعلم

(تاج العروس، ج۲، ص۲۹۵)

سید مرتضی زبیدی فرماتے ہیں۔

النبی بالھمزۃ مکیه فعیل بمعنی مفعل کذاقاله ابن البری هو المخبر عن الله فان الله اخبره بتوحیده واطلعه علی غیبه فاعلمه ائه نبئیه

(تاج العروس، ج۱، ص۴۴۳)

محمد علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الاول ان یکون له اطلاع علی المغیبات الکائنة والماضیة والآتئة

(کشاف فی اصطلاحات الفنون، ج۴، ص۱۶۵)

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

النبأ خبر ذو فائدة عظیمة یحصل به علم او غلئة ظن ولا یقال للخبر فی الاصل حتی یتضمن هذه الاشیاء الثلاثة وحق الخبر الذی یقال فیه نبأ ان یتعرن الکذب قد تواتر و خبر الله تعالی و خبر النبی علیه السلام -

(مفرادات القرآن، علامی راغب اصفھانی، ت:۴۲۵ ص ۷۹۹، دمشق، دار القلم، ۱۴۲۵ھ، ۲۰۱۴ء)

جناب من نبی لفظ ایک قول کے مطابق نبأ سے مشتق ہے اس کا لغوی معنی تمام اہل لغت کے نزدیک خبر دینا ہے۔

سوال:

میرا چمن شاہ سے سوال ہے نبی جو خبر دیتا ہے اس کا تعلق غیب سے ہوتا ہے یا نہیں، اگر غیب سے ہے تو معنی ثابت و متحقق ہے لہذا اعلیٰ حضرت کا ترجمہ بھی درست ہے۔ اگر نبی کا معنی غیب کی خبر نہ کریں تو سوال ہے کہ نبی جو خبر دے گا وہ غیب نہ ہوئی تو کیا ہوئی اس کا مفہوم تو نبی کی نبوت سے انکار ہو گا جو کفر ہے۔ مطلقًا انکار کرنا میں کہتا ہوں نبی کے معنی کو غیب کی خبر دینا لازم ہے اور لازم اپنے ملزوم سے جدا نہیں ہوتا۔

نبی کا اصطلاحی معنی:

انسان ذکر حر من بنی آدم سلیم عن منفر طبعا اوحی الیہ بشرع یعمل بہ و ان لم یؤمر بتبلیغہ -

(تحفۃ المرید علی جوھر التوحید، علامہ شیخ ابراہیم بن محمد الباجوری، ت:۱۲۷۶ص ۴۵، دمشق، مکتبہ دار الدقاق ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶م)

امام تلمسانی فرماتے ہیں:

نبی انسان اوحی الیہ بشرع ولم یؤمر بتبلیغہ

(البیان فی اصول الایمان)

علامہ تفتازانی:

النبی انسان بعثہ اللہ لتبلیغ ما اوحی الیہ -

(شرح المقاصد، ج:۳ص:۲۶۸االمبحث الاول فی تعریف النبی والرسول)

مزید رسول و نبی میں نسبت و فرق وغیرہ مزید ابحاث فقیر کے رسالہ "**الفرق بین النبی و الرسول**" میں دیکھیں۔ یہ جو نبی کی تعریف ہے میں نے دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے اس مفہوم کی عبارت شرح مواقف ومقاصد، مسامرہ ،اسعاد، شرح فقه الاکبر،المعتقد ،حاشیة الصاوی،نهایة العقول ، ابکار الافکار ،تمهید الاوائل ،تمهید المسترشدین، نهایة الکلام ،مرام الکلام، خیالی ،آفندی ،حواشی بحیة،حاشیة جلالی،حاشیة بیجوری، فقیر نے یہ چند حوالے برکت کے لئے دیئے ہیں۔ وگرنہ اس پر دفتر کے دفتر ہیں جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ اب بندہ اس چمن سے پوچھے نبی کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں مناسبت ضروری ہے چاہے وہ التزامی ہی کیوں نہ ہو لغوی اور اصطلاحی تعریف کو سامنے رکھیں تو معنی یہی بنتا ہے نبی جو غیب کی خبر بتائے اس معنی کو نہ ماننا تو کفر ہے۔ اعلیٰ حضرت نے مطلقاً خبر کیا ہے جبکہ تفصیل تو کرنی نہ تھی تفصیل کتابوں میں موجود ہے۔

مفسرین کا کلام:

علامہ ملا علی قاری کہتے ہیں:

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ ،یصدقون بما غاب عن اعین العباد مما اخبر الله به من احوال المبدء .

(تفسیر الملا علی القاری المسمی انوار القرآن واسرار الفرقان، نور الدین علی بن سلطان الھروی الحنفی، تؒ ۱۰۱۴ جلد ا، صفحہ ۳۴، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳م)

امام آلوسی فرماتے ہیں:

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾، لا يقع تحت الحواس ولا تقتضيه بداهة العقل-

(روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، علامہ ابو الفضل شھاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی، ت: ۱۲۷۰، ص: ، جلد ا، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ط: ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

ابن کثیر غیب کا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

عکرمہ، سعید بن جبیر، ابن عباس نے اس کا معنی بیان کیا ہے "ما جاء منه يعنی من الله"-

(تفسیر ابن کثیر، امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، ت :۷۷۴ھ، ص ۲۳، ج: ا بیروت مؤسسۃ الرسالۃ ناشرون ط: ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶ء)

علامہ اسماعیل حقی بیان کرتے ہیں:

غيب مصدر غيبة كاملة بحيث لا يدرك بواحد منها ابتداء بطريق البداهة-

(تفسیر روح البیان، امام شیخ اسماعیل حقی البروسوی، ت: ۱۱۳۷ ج ا، ص ۵۸، بیروت، دار احیاء التراث العربی)

اس کے علاوہ متعدّد تفاسیر میں یہ مفھوم موجود ہے، احکام القرآن امام قرطبی، تفسیر کبیر امام رازی، تفسیر خازن، تفسیر اندلسی، تفسیر بغوی، مدارک التنزیل، تفسیر وسیط، تفسیر جیلانی، تفسیر مظہری، تفسیر شربینی، اس کے علاوہ متعدّد تفاسیر میں اس سے ملتے

ہوئے حوالہ جات موجود ہیں ان سب عبارات کو سامنے رکھتے ہوئے آپ مجھے بتائیں کہ نبی کا معنی غیب کی خبر بتانے والا کرنا عینِ ایمانیات سے ہے یا نہیں اور اس سے روگردانی کرنا انحرافِ ایمان ہے یا نہیں ہر وہ شخص جو نبی کے غیب کی خبر سے انکار کرے گمراہ ہے۔

کبریٰ: ہر وہ شخص جو نبی کے معنی غیب کی خبر دینے کا منکر ہو، وہ گمراہ ہے۔

صغریٰ: چمن نبی کے معنی غیب کی خبر کا منکر ہے۔

نتیجہ: چمن گمراہ ہے۔

عقیدہ غیب، نبی کے لئے ضروریاتِ دین سے ہے، فلاں عقیدہ غیب کا انکار کرتا ہے۔

کبریٰ: ہر وہ شخص جو ضروریات دین کے انکار کا مرتکب ہو، وہ کافر ہے۔

صغریٰ: فلاں ضروریات دین کا انکار کرتا ہے۔

نتیجہ: فلاں کافر ہے۔

کبریٰ: اہل سنت میں سے کوئی بھی شخص ضروریات دین کا منکر نہیں۔

صغریٰ: فلاں ضروریات دین کا منکر ہے۔

نتیجہ: فلاں اہل سنت سے نہیں ہے۔

کبریٰ: اہل سنت میں سے کوئی بھی عقیدہ غیب کا منکر نہیں (مطلقًا)۔

صغریٰ: فلاں عقیدہ غیب کا منکر ہے۔

نتیجہ: فلاں اہل سنت میں سے نہیں۔

ان تمام عبارتوں سے واضح ہوا کہ نبی کا معنی غیب کی خبر کرنا بالکل لغت اور تفسیر

کے مطابق ہے ترجمہ کے حوالے سے جو اعلیٰ حضرتؒ نے کیا یہ بالکل درست ہے جو مفسرین کے بھی مطابق ہے اور لغت کی بھی مناسبت اس میں موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پر اعتراض:

ترجمہ کی کونسی قسم ہے؟

یہاں پر ایک اعتراض ہے کہ یہ ترجمہ کونسا ہے؟ ترجمہ کی کون سی قسم ہے؟ ترجمہ عربی میں چار معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

پہلا معنی: کلام کو پہنچانا جس تک کلام نہیں پہنچا۔

ایک شاعر اسی معنی میں استعمال کرتے ہوئے کہتا ہے:

بے شک میں اسی سال کی عمر کو پہنچ چکا۔

مجھے اس عمر نے کسی ترجمان کا محتاج بنا دیا ہے۔

دوسرا معنی: اس کلام کی اسی زبان میں تفسیر کرنا

اس دوسرے معنی کے اعتبار سے ابن عباس کو ترجمان القرآن کہا جاتا ہے

تیسرا معنی:

کسی دوسری لغت میں کلام کی وضاحت کرنا۔

لسان العرب اور قاموس میں ہے ترجمان کلام کے مفسر کو کہتے ہیں۔

شارح قاموس فرماتے ہیں:

ترجمہ عنہ کا مطلب کسی کے کلام کی تشریح دوسری زبان میں کرنا اس کو مفسر کہتے ہیں۔

چوتھا معنی:

ایک زبان سے دوسری زبان کی طرف انتقال معنی کو کہتے ہیں۔

ترجمہ رباعی مجرد کے باب فعللۃ سے ہے ترجمہ کرنے والے کو مترجم قرآن اور قرآن پاک کے ترجمہ کو مترجم کہا جاتا ہے۔

ترجمہ کا عرفی معنی:

یاد رہے لغت کے اعتبار سے ترجمہ کے چار معانی ہیں جس کا بیان ابھی گذرا ہے۔

جبکہ عرف میں یہ چوتھے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

ترجمہ کا عرف میں مطلب ہے ہوتا ہے کہ کلام ایک زبان میں ہوتا ہے اس کی تشریح دوسری زبان میں کی جاتی ہے اور اس کلام کے تمام معانی اور مقاصد کو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

ترجمہ کی اقسام:

ترجمہ کی چار اقسام جنہیں ہم نے بیان کیا ہے ان کے علاوہ عرفی لحاظ سے ترجمہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱)لفظی ترجمہ

(۲)تفسیری ترجمہ

لفظی ترجمہ:

جس میں الفاظ اور ترکیب کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

تفسیری ترجمہ:

یہ قرآن کی تفسیر تو نہیں مگر مقصد تنزیل کو سمجھنے میں نفع کا باعث ہوتا ہے۔

علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ، ایک لغت سے دوسری لغت کی طرف منتقل کرنا اس کو **"ترجمہ"** کہا جاتا ہے، ترجمہ کی بہت ساری اقسام ہیں ایک ترجمہ کی قسم لغوی ہوتی ہے جس کا دوسرا نام لفظی ترجمہ ہے، نحوی ترکیب اور ترتیبِ الفاظ، دو چیزوں کا لحاظ رکھ کر ترجمہ کرنا **"لغوی ترجمہ"** کہلاتا ہے، لفظی ترجمہ بعض اوقات مشکل اور پیچیدگی پیدا کر دیتا ہے ایک ترجمہ کی قسم ہوتی ہے محاوراتی ترجمہ کسی بھی عبارت کا ترجمہ با محاورہ کرنے کو **"محاوراتی ترجمہ"** کہتے ہیں، تیسری قسم مفہومی ترجمہ اصل کلام ایسے الفاظ میں ڈھالنا جو اس کے مطلب کو واضح کر دیں اس کو **"مفہومی ترجمہ"** کہتے ہیں، چوتھی قسم تشریحی ترجمہ، عبارت کے اصل مقصود کو ایسے الفاظ میں ڈھالنا جس سے مقصود واضح ہو اس کو **"تشریحی ترجمہ"** کہتے ہیں، عام عبارات میں اس کو تشریحی ترجمہ کہتے ہیں اور اگر اس کا تعلق قرآن کے ترجمہ سے ہو تو اس کو **"تفسیری ترجمہ"** کہا جاتا ہے۔

(تاج العروس، ج۱۶، ص۷۳)

چمن کا دھوکا:

قارئین یہ ترجمہ کی اقسام اساتذہ ابتدائی طالب علموں کو بیان کرتے ہیں پھر وقتاً فوقتاً عربی کتب کے ترجمہ میں اس کے بارے میں بتاتے رہتے ہیں اور بیان کرتے رہتے ہیں۔ یا تو چمن جاہل ہے یا تو متعصب و معاند ہے کہ بغضِ اعلیٰ حضرت میں اس حد تک کو پہنچ گیا کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں اس کو یہ باتیں یاد نہ رہیں کہ یہ ترجمہ کی کون سی قسم میں سے ہے۔

امت پر احسان:

سیدی اعلیٰ حضرت کا تو امت پر احسان ہے کہ ایسا ترجمہ کیا جو مقصودِ قرآن کو بیان کرتا ہے اصل میں تو قرآن کے مقصدِ تنزیل کو سمجھنا ہی مقاصدِ قرآن میں سے ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس مقصود کو بیان کیا جو قرآن کریم کے نزول کا مقصد ہے۔ یہ مقصود تب ہی حاصل ہو سکتا تھا جب تفسیری طریقے پر ترجمہ کیا جاتا ورنہ مقصودِ قرآن کے خلاف ہوتا اور بعض اوقات تو ترجمہ مشکل اور پیچیدگی پیدا کر دیتا۔ آسان ترجمہ اور مقصودی ترجمہ اعلیٰ حضرت نے کر دیا۔ پھر اس ترجمہ کو کثیر علماء اور سید السادات نے سراہا اور مہر تصدیق ثبت بھی فرمائی۔

التماس قارئین:

جب قارئین اس چوتھی قسم کو سامنے رکھ کر ترجمہ پڑھیں گے تو ان کو معلوم ہو گا کہ کئی تفاسیر سے بے نیاز کر دینے والے ترجمہ کا نام **"کنزالایمان"** ہے۔ ہمارے جتنے جواب ہونگے ان کے جواب میں اس چوتھی قسم کے ترجمہ کو ملحوظ اور یاد رکھنا ضروری ہے۔

قال:

حضور قبلہ مفکرِ اسلام پیر سید ریاض حسین شاہ جی نے شاہ کے معنی میں وسعت کا ذکر کیا تو کالے پیلے سارے بریلوی برساتی مینڈکوں کی طرح لڑتے لڑاتے سنائی دیئے۔

تبصرہ:

ریاض شاہ نے جو شاہ کے معنی میں خرافات بکیں اس پر اعتراض نہیں؟ جو امام حسن کی بے ادبی کی وہ خرافات نہیں؟ اب کدھر گئی اہل بیت کی نوکری؟ چور مچائے شور۔ علماء اہل سنت جن میں مفتی ابراہیم قادری صاحب، ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، پیر

سید مظفر حسین شاہ صاحب اور دیگر علماء کرام شامل ہیں۔ اب ان کی توہین نہیں مگر یہ تمھارے نزدیک اہل بیت نہیں ہیں۔ تمھارے نزدیک اہل بیت وہ ہیں جو تجھ کو ہڈی ڈالیں درباری ملاؤں کی کسی دور میں کمی نہیں رہی۔ یہودیت نواز لوگ آج بھی موجود ہیں یہ سارے بریلوی، بریلوی کا لفظ کلِ مجموعی کے معنی میں ہے یا کلِ فردی یا کلِ کلی کے معنی میں ہے، او پلید! نہیں معلوم کیا ہفوات بکتا ہے۔

قال:

مانگا منڈی کے ایک لاری کو مناظرے کی دعوت بھی دی پھر بھر چونڈی کا وقت بھی دیا۔

تبصرہ:

تو کتابیں پڑھاتا ہے یا گپیں مارتا ہے کبھی مناظرہ پڑھایا ہے۔ یا ترجمہ پر ہی اکتفاء کرتا ہے تم کو آدابِ مناظرہ کا بھی علم نہیں تجھ سے کیا بات کی جائے کہ خود ہی وقت طے کرے اور جگہ بھی طے کرے پھر فتحِ مناظرہ کا اعلان بھی کر دے اس کو کیا نام دوں۔ آپ خود ہی بتائیں جھوٹ، دھوکہ، عیاری، لومڑی والی چالاکی یا منافقت۔ آپ کوئی سا نام منتخب فرمائیں یار آپ ہمارے مقابلے کی نہیں ہو۔ ڈاکٹر صاحب کا تو قد ہی بلند ہے۔ علمی بھی اور ظاہری بھی۔ آپ کی اتنی شخصیت کہ آپ جیسے سطحی علم رکھنے والے شخص اور چھوکرے سے ڈاکٹر صاحب بات کریں۔

قال:

میں جانتا ہوں کہ یہ حضرات اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی یوں توجیہات کریں

گے جیسے دینِ اسلام پر ان کے باپ کا ٹھیکہ ہے لیکن اربابِ انصاف ایسے نوسربازوں کے چنگل میں آنے والے نہیں ہیں۔

تبصرہ:

اخطل نے کہا تھا۔

ان الکلام لفی الفواد وانما جعل اللسان علی الفواد دلیلا

میں تبصرہ کیا کروں جو سمجھدار قاری ہوگا وہ خود سمجھے گا کہ یہ اعلیٰ حضرت جیسی شخصیت پر کتنا تبرا کررہا ہے پھر یہ اس قابل نہیں تھا کہ اس کو منہ لگایا جائے مگر میں نے سوچا ہوسکتا ہے کہ ہم کسی کے لئے روشنی کا سبب بن جائیں۔

قال:

جب نبی کے مادہ اشتقاق کے معنی غیب بتانا نہیں تو نبی کے معنی غیب بتانے والا کرنا نبی کے معنی میں تحریف ہے اور مولانا احمد رضا صاحب اس تحریف کے مرتکب ہوئے ہیں۔ سو ان پر وہ سارے فتوے چسپاں ہوتے ہیں جو کسی بھی محرفِ قرآن پر بنتے ہیں۔

تبصرہ:

قارئین کرام: ہم اس بات کو واضح کرآئے ہیں کہ نبی کا جو مادہ اشتقاق ہے اس کا معنی مطلقاً غیب بتانا ہے اور خبر دینا ہے۔ اب جو نبی کی بات ہوتی ہے وہ غیب ہی کی خبر ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا ترجمہ تفسیری کرتے ہوئے بتایا کہ غیب کی خبر بتانے والے، دینے والے، یہ ترجمہ تفسیری ہے۔ نیز یہ تفاسیر تابعین وصحابہ اور قرآن وحدیث کی تائیدات کے بالکل مطابق ہے اور تفسیر کا اصول بھی یہ ہے کہ قرآن کی سب سے پہلی

تفسیر قرآن ہی سے ہوتی ہے پھر دوسرے مراتب ہیں اور قرآن ہی اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ نبی کا معنی ہی یہ ہے کہ وہ جو غیب کی خبریں دیتے ہیں:

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

جھوٹا و کذاب:

کہتا ہے میں نے اعلیٰ حضرت پر اعتراض نہیں کیا پھر یہ کس باپ کو گالی دے رہا ہے ؟ ایک طرف کہتا ہے اعلیٰ حضرت سے احترام کا رشتہ ہے۔ اس خبثِ باطن رکھنے والے کو کوئی سمجھائے کہ وہ حجۃ الاسلام وہ نسوار بیچنے والے مفکر اسلام اور میرا امام جو بحر العلوم ہے وہ اکیلا مولانا احمد رضا، خیر کوئی بات نہیں مگر خبثِ باطن کی وجہ جو اس کے دل میں ہے بول دیا ورنہ ان کی میرے امام سیدی اعلیٰ حضرتؒ کے سامنے کوئی اوقات و حیثیت ہی نہیں ہے کہاں یہ نسوار بیچنے والے کہاں وہ محبتِ رسول کے جام پیلانے والا جس کو آپ نے علاقے اور محلے کے لوگ نہیں جانتے میرے امام کو زمانہ مانتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے اور تسلیم بھی کرتا ہے یہ ساری نصیحتیں اور باتیں ان کے لئے ہوتی ہیں جو اعلیٰ ظرف ہوں اور خاندانی ہوں یا عقل سلیم رکھتے ہوں یا پھر ایک مرد قلندر نے کہا تھا۔

نصلی اپنیاں عادتاں توپہچانے جان دے نے

دوسرا اعتراض:

قال:

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾

اس کا ترجمہ کرتے ہوئے مولانا احمد رضا خاں صاحب کہتے ہیں: اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے، ناصبی بریلوی بتائیں کہ اس نبی کے وسیلہ سے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

اقول:

مولوی صاحب کلام استفتح پر ہے استفتح کا معنی علامہ افریقی نے جو کیا ہے وہ ہے "مدد طلب کرنا"۔

﴿اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ﴾قال ابو اسحٰق معناه : ان تستفتحوا فقد جاءكم النصر -

(لسان العرب، امام علامہ جمال الدین ابوالفضل، محمد بن مکرم ابن منظور الانصاری الافریقی، ت:۷۱۱ ج۲، ص۶۳۷، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳م)

يستفتح الله على فلان سئله النصر عليه-

(لسان العرب، امام علامہ جمال الدین ابوالفضل، محمد بن مکرم ابن منظور الانصاری الافریقی، ت:۷۱۱ ج۲، ص۶۳۷، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳م)

امام راغب اصفہانی کہتے ہیں۔

الاستفتاح طلب الفتح او الفتاح-

(مفردات القرآن، علامی راغب اصفھانی، ت:۴۲۵ ص۶۲۲، دمشق، دار القلم، ۱۴۲۵ھ، ۲۰۱۴ء)

مزید فرماتے ہیں۔

﴿وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوا﴾ای یستنصرون الله ببعثة محمد ﷺ۔

(مفرادات القرآن،علامی راغب اصفھانی ،ت:۴۲۵ ص ۶۲۲،دمشق ،دار القلم،۱۴۲۵ھ،۲۰۱۴ء)

ابوالحسین احمد بن فارس زکریا فرماتے ہیں۔

استفتحت ، استنصرت

(مقاییس اللغة ابو الحسن احمد بن فارس بن زکریا ،ت:۳۶۷، ص ۸۸۳، قاھرہ،دار الحدیث۱۴۲۹ھ،۲۰۰۸ء)

وفی الحدیث:

انه کان یستفتح بسئالک المحاجرین -

(مقاییس اللغة ابو الحسن احمد بن فارس بن زکریا ،ت:۳۶۷، ص ۸۸۳، قاھرہ،دار الحدیث۱۴۲۹ھ،۲۰۰۸ء)

ان تمام اہل لغت کے کلام سے معلوم ہوا اس کا معنی "مدد طلب کرنا" ہے، اب معلوم نہیں کہ مدد طلب کرنے پر کوئی اعتراض نہ کردے کہ یہ معنی کہا سے نکالا اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کا اگر یہ معنی کیا جائے اور اس سے پہلے وہ مدد طلب کرتے تھے کافروں پر، ہر قاری پر بالخصوص عوام الناس پر اس کا سمجھنا ثقیل ہے اور میں قربان جاؤں آپ نے امام سیدی اعلیٰ حضرتؒ پر کہ اس کا ایسا ترجمہ کیا کہ مقصدِ قرآن و تنزیلِ قرآن کو واضح کردیا کیونکہ سوال پیدا ہوتا ہے وہ کس سے مدد طلب کرتے

تھے تفاسیر میں اس کا شان نزول دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ نبی کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے اب ہم قارئین کے فائدے کے لئے چند مفسرین کے حوالہ جات پیش کر دیتے ہیں بطور نمونہ۔

تفسیر طبری میں ہے۔

یستفتحون بمحمد معنی الاستفتاح الاستنصار یستنصرون الله به علی مشرک العرب من قبل مبعثه ای من قبل ان یبعث-

(تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن، ج۲ص۲۳۹ آیت ۸۹)

امام طبری فرماتے ہیں۔

عن سعید بن جبیر او عکرمة مولی ابن عباس عن ابن عباس :ان الیهود کان یستفتحون علی الاوث و الخضرد برسول الله قبل مبعثه-

(تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن، ج۲ص۲۳۹ آیت ۸۹)

تفسیر ابن ابی حاتم رازی:

یستظهرون یقولون نحن نعین محمدا علیهم ولیسوا کذلک یکذبون یستنصرون به علی الناس-

(تفسیر ابن ابی حاتم الرازی المسمی التفسیر بالماثور شیخ الاسلام عبد الرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادریس التیمی الرازی ،ت:۳۲۷ھ،ج ۱، ص ۱۷۱،بیروت ،دار الکتب العلمیه ،ط ۱۴۲۷ھ،۲۰۰۶ء)

تفسیر معانی القرآن زجاج نحو ولغت کا امام، امامِ زجاج اس کا معنیٰ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قیل فیه قولان قول بعد هم کانوا یخبرون بصحت امر النبی و قیل و کانوا یستفتحون علی الذین کفروا یستنصرون بذکر النبی ﷺ-

(تفسیر معانی القرآن واعرابہ، ابو اسحق ابراہیم بن السری، ت:۳۱۱، ج۱، ص،۱۹۲) , قاھرہ، دار الحدیث۱۴۲۶ھ،۲۰۰۵ء)

امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

نزلت فی بنی قریظة و ندیر کانوا یستفتحون باوث و الخضرج برسول الله قبل مبعث قاله ابن عباس قتادة و معنی یطلوبون من الله الی آخره-

(روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، علامہ ابو الفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی ،ت:۱۲۷۰ ،ج ۱ ، ص ۴۳۵)بیروت، دار احیاء التراث العربی ،ط۱۴۲۱ھ،۲۰۰۰م)

حاشیۃ علوی علی البیضاوی میں فرماتے ہیں:

اب معلوم نہیں تم ان بزرگ کو جانتے ہو کہ نہیں مگر اتنا جان لو کہ یہ آل رسول ﷺ میں سے ہیں سید ہیں یہ کیا فرماتے ہیں سنو!

وکانوا من قبل یستفتحون الذین کفروا ، ای یستنصرون علی المشرکین و یقولون اللھم انصرنا نبی آخر زمان

المبعوث فی التورات-

(حاشیۃ العلوی علی تفسیر البیضاوی، علامہ شیخ وجیہ الدین العلوی الاحمد آبادی، ت:۹۹۸ھ ج ۱ ،ص ۲۲۶ بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۴۲ھ، ۲۰۲۱ء)

ابن کثیر کہتے ہیں۔

قال ضحاک عن ابن عباس فی قوله تعالی وکانوا من قبل یستفتحون الذین کفروا قال الی آخره

(تفسیر ابن کثیر، امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، ت :۷۷۴ھ، ص ۱۹۱، ج:۱ بیروت مؤسسۃ الرسالۃ ناشرون ط:۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶ء)

تفسیر ملا علی قاری میں ہے:

وکانوا من قبل ای ؛قبل نزوله یستفتحون ای : یستنصرون علی الذین کفروا ای علی المشرکین بقولهم اللهم انصرنا علیهم بالنبی المبعوث فی آخر الزمان

(تفسیر الملا علی القاری المسمی انوار القرآن واسرار الفرقان، نور الدین علی بن سلطان الھروی الحنفی، تؒ ۱۰۱۴ جلد ۱، صفحہ ۹۱، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳م)

اسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں۔

وکانوا من قبل ای :قبل مجیء محمد ﷺ یستفتحون علی الذین کفروا اللهم انصرنا بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد نعته فی التوراة ویقولون لاعدائهم قد

اظل زمان نبی یخرج بتصدیق ما قلنا فنقتلکم معه قتل عاد وارم

(تفسیر روح البیان، امام شیخ اسماعیل حقی البروسوی، ت:۱۱۳۷ ج ۱، ص ۲۲۸، بیروت، دار احیاء التراث العربی)

علامہ نسفیؒ فرماتے ہیں۔

یستفتحون علی الذین کفروا یستنصرون علی المشرکین اذ قاتلوھم قالوا اللھم انصرنا بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد نعته فی التوراۃ ویقولون لاعدائھم قد اظل زمان نبی یخرج بتصدیق ما قلنا فنقتلکم معه قتل عاد وارم

(تفسیر النسفی المسمی بمدارک التنزیل وحقائق التاویل ج ۱، ص ۶۷، امام جلیل ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی، بیروت، المکتبۃ العصریۃ ۱۴۳۵ھ، ۲۰۱۴م)

حضور غوث پاک کی طرف منسوب تفسیر "تفسیر جیلانی" میں ہے۔

یستفتحون یستنصرون بھذا النبی ودینه وکتابه علی الذین کفروا بکتابھم ونبیھم ویقولون :سینصر دیننا بالنبی الموعود والذین الموعود

(تفسیرِ جیلانی، شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر الجیلانی، ت، استنبول، مرکز الجیلانی البحوث العلمیۃ، جلد ۱، ص ۹۹ ط: ۱۴۳۰ھ، ۲۰۰۹ء)

اس کے علاوہ متعدّد تفاسیر میں یہی مفہوم نقل کیا ہے وہ نبی کے وسیلہ سے دعا مانگا کرتے تھے عقل مند کے لئے تو ایک حوالہ کافی ہے جو وہ مستند ہونے کے ساتھ مقبول آئمہ ہو مگر میں نے باروں کی نسبت سے بارہ حوالے پیش کئے ہیں اور دیگر کتب میں مثلاً تفسیرِ مظہری، تفسیرِ بغوی، تفسیرِ شربینی، تفسیرِ ثمعانی، تفسیرِ ثعلبی، تفسیرِ کرمانی، تفسیرِ خازن، تفسیرِ قاسمی متعدّد تفاسیر میں یہی معنی منقول ہے تو معلوم ہوا کہ سیدی اعلیٰ حضرتؒ کا ترجمہ بالکل درست ہے جو مقاصدِ تنزیل کو واضح کر رہا ہے اور ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرتؒ کی وسعتِ مطالعہ اور آپ کے جبلِ علم ہونے پر مبین دلالت ہے۔

قال:

فاضل بریلوی وسیلہ کے قائل تھے سو اس آیتِ مقدسہ کے ترجمہ کو آپ نے مزاج کے مطابق ڈھالنے کے خاطر ان ترجمہ میں ایک دو نہیں پورے پانچ کلمات کا اضافہ اپنی جیب سے کیا۔

تبصرہ:

فاضل بریلوی وسیلہ کے قائل تھے، دوسرا اضافہ اپنی جیب سے کیا یعنی کہ اسلاف وانبیاء سے وسیلہ اور اس کا جواز ثابت نہیں بلکہ فاضل بریلوی قائل تھا، مولوی یہ اس وقت وسیلہ موضوع نہیں مگر وسیلہ کا منکر کم از کم خاطی ضرور ہے اور ترجمہ تو اعلیٰ حضرتؒ نے عین تفسیر کے مطابق کیا ہے کوئی اپنی جیب سے نہیں اب آپ جمہور مفسرین کی آراء کو اپنی جیب سے کہیں تو یہ مطالعہ کی کمی یا پھر تعصب وجہالت ہے ایک

جانب اپنی اس تصنیف کا نام ترجمہ قرآن اور دوسری جانب ایک جملہ کے ترجمہ میں پانچ پانچ الفاظ کا آپ نے گھر سے اضافہ ترجمہ کی اقسام کا آپ کو علم نہیں تو جناب اس میں ہمارا کیا قصور ہے پھر مفسرین کی آراء کو اپن گھر سے کہنا یہ مفسرین کی آراء کی بے ادبی ہے ہم کیا کہہ سکتے ہیں آپ بے ادبی پر تل ہی آئیں ہیں تو آئمہ اور اکابرین کی بے ادبی کے ساتھ ساتھ اب پتہ نہیں کہا تک بے ادبی جائے گی جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے گھر تک تو پہنچ چکی ہے اور آگے کس حد تک بے ادبی کریں گے الامان الحفیظ۔

تیسری بات:

آپ کے نکمہ ابا جی نے جو تحریفِ معنوی کی ہے اس سے کوئی مناسبت، وہ شانِ نزول کو پھیر دے، وہ قرآن سے عدول کرے، وہ معنی ایسا بگاڑے جس پر مفسرین کے کوئی شواہد نہیں جبکہ میرے اعلیٰ حضرتؒ نے وہ معنی کیا ہے جس پر کثیر مفسرین اور معتمد علماء کے شواھد موجود ہیں پھر ترجمہ بھی تفسیری ہو تو قارئین پر واضح ہو گا کہ یہ شخص ڈالر کے اور شہرت کے چکر میں چکرا گیا ہے اور اس کا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا ہے اس کے روحانی یا کون سے باپ کا ترجمہ ریاض شاہ کہتا ہے:

﴿ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ ﴾

﴿ وَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۸۹) ﴾

حالانکہ ترجمہ وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگتے تھے لیکن جب ان کے پاس

پہنچ گیا جس وسیلہ فتح کو وہ پہچانتے تھے تو اس سے منکر ہی ہو گئے پس لعنت ہو اللہ کی ایسے کافروں پر، تو تمھارے روحانی پیشوا **"یہ لیکن"** کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے، دوسرا **"ایسا"** کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے مولوی مگر ہم اس کو تحریف کہنا تو دور دور تک تصور بھی نہیں کرتے تیری طرح خائن نہیں نہ ہی کذاب کہ اس کو تحریف کہہ ڈالیں کہ جو غلط ہو گا اسی کو غلط کہیں گے کہ تعصب کی عینک پہننے سے میرے اعلیٰ حضرتؒ نے منع فرمایا ہے۔

تیسرا الزام:

قال:

﴿ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ ﴾ فاضل بریلوی اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کرتے ہیں اور آپ نے گدھے کو دیکھ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں۔

اقول:

سامعین ذی وقار اگر اس کا ترجمہ لفظی ہوتا تو یوں ہوتا کہ تو دیکھ آپ نے گدھے کو مگر اعلیٰ حضرت نے تشریحی و تفسیری ترجمہ کو بیان کیا تو فرمایا اور آپ نے گدھے کو دیکھ اس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہی، اس کے روحانی پیر نے ترجمہ کیا

﴿ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ ﴾

ترجمہ:

دیکھوں تو سہی آپ نے کھانے اور پینے کی چیزوں کو کہ باسی نہ ہوئی ہیں اور

غور سے دیکھوں آپ نے گدھے کو کہ وہ کس حالت میں پڑا ہے مولوی صاحب **"چیزوں"** کس کا ترجمہ ہے **"بھی"** کس کا ترجمہ ہے **"کہ"** کس کا ترجمہ ہے، پھر تیسرے شیخ نے بریکٹ میں لکھا ہے مجھے بتا کہ معنی تو پھر بھی واضح نہیں ہو رہا حالانکہ اعلیٰ حضرتؒ نے جو معنی بیان کیا وہ واضح نہ صرف واضح بلکہ مقصدِ تنزیل کو بیان کر رہا ہے حقیقی آل رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ترجمہ بھی سن لے پیر کاظمی شاہ صاحب فرماتے ہیں ﴿ **فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ** ﴾

، تو آپ نے کھانے اور پینے کی چیز کو دیکھ وہ اب تک بدبودار نہیں ہوئی اور دیکھ آپ نے گدھے کو (جس کی ہڈیاں تک سالم نہ رہیں)

(ص ۷۰)

شاہ صاحب نے بھی وہ ہی ترجمہ کیا جو اعلیٰ حضرتؒ نے کیا شاہ صاحب نے لفظی ترجمہ کا التزام کیا تھا اس لئے بریکٹ میں لکھ دیا جبکہ اعلیٰ حضرت نے تشریحی ترجمہ کا التزام فرمایا ہے اس کو ان الفاظوں کے ساتھ بیان فرما دیا۔

تنبیہ:

کاظمی شاہ صاحب کے ترجمہ میں کیڑے نہ نکالنا یہ سید ہیں اور ان کی بے ادبی میں تو تجھے بھی شک نہیں کہ تو یہ کہے **"چیز"** کس کا ترجمہ ہے **"اب تک"** کس کا ترجمہ ہے، نہ نہ یہ سوچنا بھی نہ یہ ترجمہ بالکل درست ہے کاظمی شاہ صاحب تو اعلیٰ حضرتؒ کے ایسے پیروکار تھے کہ فرماتے تھے جو اعلیٰ حضرتؒ کا نہیں وہ ہماری مریدی میں بھی نہیں، او ظالم! تو کون سے درِ زہرہ کا غلام ہے یہاں تو سادات قدموں میں بیٹھنا پسند

فرماتے ہیں لیکن میں قربان جاؤں آپ نے امام پر ان جیسے سادات کا ادب کرنے والا تاریخ میں شاید نہ ملے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا

مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں"

اب میں قارئین کے فائدہ کے لئے چند تفاسیر کا حوالہ دینا پسند کرونگا جو ترجمہ اعلیٰ حضرتؒ نے کیا ہے یہ ترجمہ تفسیر کے عین مطابق ہے۔

حاشیہ شیخ زادہ۔

فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنه ای لم یتغیر بمرو ر الزمان وانظر الی حمارک کیف تفرقت عظامه او انظر الیه سالما فی مکانه کما ربطته حفظناه بلا ماء وعلف کما حفظنا الطعام والشراب من التغیر -

(حاشیہ محی الدین شیخ زادہ علی تفسیر القاضی البیضاوی، محمد بن مصلح الدین مصطفی القوجوی الحنفی ،ت:۹۵۱ جلد ۲، صفحہ ۶۴۰، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ط ۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳م)

تفسیر روح المعانی۔

کیف نخرت عظامه وتفرقت اوصاله وهذا هو الظاهر لانه ادل علی الحال واوفق بما بعده

(روح المعانی فی تفسیر القران العظیم والسبع المثانی، علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی، ت:۱۲۷۰، ص:۳۲جلد ۳، صفحہ ۳۴۲)

تفسیر نیشابوری۔

فانظر الی طعامک یعنی :التین وشرابک یعنی :العصیر لم یتسنه لم یتغیر ولم ینتن بعد مائة سنة والتسنه :التغیر

(الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النیسابوری، ت:۴۶۸ج۱، ص ۳۷۳، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۴م)

تفسیر ملاعلی قاری۔

فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنه ای لم یتغیر بمرو ر الزمان وانظر الی حمارک کیف بلیت عظامه وتفرق نظامه

(تفسیر الملاعلی القاری المسمی انوار القرآن واسرار الفرقان، نور الدین علی بن سلطان الهروی الحنفی، تــ۱۰۱۴جلد ۱، صفحہ ۲۳۲، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳م)

تفسیر روح البیان۔

الی طعامک وشرابک لم یتسنہ ای لم یتغیر فی هذه المدة المتطاولة مع تداعیه الی الفساد -وانظر الی حمارک کیف نخرت عظامه وتفرقت وتقطعت اوصاله

وتمزقت ليتبين لک ما ذکر من لبثک المديد وتطمئن به نفسک

(تفسیر روح البیان امام عالم شیخ اسماعیل حقی البروسوی ،ت۱۱۳۷جلد ۱ ص ۵۰۷،بیروت،دار احیاء التراث العربی)

تفسیر نسفی۔

فانظر الى طعامک وشرابک روی ان طعامه کان تینا وعنبا وشرابه عصیرا ولبنا فوجد التين والعنب کما جنيا والشراب على حاله لم يتسنه لم يتغير وانظر الى حمارک کيف تفرقت عظامه ونخرت وکان له حمار قد ربطه فمات وتفتت عظامه ،او وانظر اليه سالما فى مکانه کما ربطته -

(تفسیر النسفی المسمی بمدارک التنزیل وحقائق التاویل ج۱،ص ۱۲۸،امام جلیل ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی،بیروت،المکتبۃ العصریۃ ۱۴۳۵ھ،۲۰۱۴م)

تفسیر جیلانی۔

الى طعامک وشرابک لم يتسنه لم يتغير مع سرعة تغييره وانظر الى حمارک کيف تفرقت عظامه وتفتت اجزاؤه مع بطء تغيره وبعد ما نظرت الىهما تذکر قولک حين

مرورک علی القربة -

(تفسیرِ جیلانی، شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر الجیلانی ،ت ،استنبول، مرکز الجیلانی البحوث العلمیۃ، جلد۱، ص ۲۲۲ط:۱۴۳۰ھ،۲۰۰۹ء)

ان تمام تفاسیر کا مطالعہ کرنے والا جانتا ہے جو ترجمہ اعلیٰ حضرتؒ نے کیا ہے وہ تفسیر کے عین مطابق ہے اور قاری کو اس میں کوئی تذبذب نہیں ہوتا اور مقصدِ تنزیل بھی اس سے واضح سمجھ لیتا ہے۔

قال:

بریلوی حضرات کئی دہائیں سے اعلی حضرت کی ان تحریفات کو محاسن کنزالایمان گنواتے آئیں ہیں اور انہی تحریفات رضویہ کے دفاع میں کنزالایمان کانفرنسیں کرواتے رہے ہیں۔

تبصرہ:

جناب آپ بریلوی حضرات میں سے ہیں یا خارج دو ہی صورتیں ہیں داخل ہونگے یا خارج ہونگے اگر داخل ہونگے تو یہ اعتراض آپ پر بھی ہوگا تمام فتوے آپ پر بھی لاگوں ہونگے اگر خارج ہیں تو ضرور بیان کیجئے۔

چوری کی عادت:

پھر تم نے کہا انہی تحریفات کے دفاع کی خاطر کنزالایمان کانفرنسیں کرواتے رہے ہیں میں پوچھتا ہوں انہی کا مشار الیہ کون ہیں یہ جو آپ نے بیان کی ہے یا کچھ اور، عبارات کے اسلوب سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی ذکر کردہ عبارات کی طرف

اشارہ کررہے ہیں معلوم ہوا یہ آپ کے اعتراضات نہیں ہیں بلکہ یہ اعتراضات دیابینہ اور بد عقیدہ لوگوں کے ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں ذکر بھی کئے بطور نمونہ چند اعتراضات جو دیابنہ نے نقل کیے اور موصوف نے انکی پیروی میں نقل کیے

مثال اول:

مولوی قاسمی نے سورہ محمد اور سورہ فتح کے حوالے سے امام بریلوی کے ترجمہ قرآن پر یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ ذنب کی حقیقت سے واقف نہیں اور نہ عربی لفظ استغفار اور غفر کے معنی جانتے ہیں دیکھو!

(مولوی اخلاق حسین قاسمی دہلوی بریلی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ، ص ۲۳)

مثال دوم:

یہ ترجمہ مختلف قسم کے جھوٹ من گھڑت باتوں اور ایسی تحریفات سے بھرا بڑا ہے جن کی اس سے پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی دیکھو!

(مولوی اخلاق حسین قاسمی دہلوی، بریلی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ مقدمہ مولوی محمد سعید الرحمن علوی، ص ۱۰)

مثال سوم:

یا اس کے علاوہ کی طرف اشارہ ہے اگر اس کے علاوہ کی طرف اشارہ ہے وہ بد عقیدہ لوگوں کے کچھ سطحی اعتراضات تھے ہمارے بزرگ علماء نے اس کا جواب دیا ہے ہم بھی تحریف کرتے ہیں یہ کون سا کذب اور جدل وفریب ہے۔

قال:

جنہیں تم اپنا امام مانتے ہوں، جن کا نام بیچنے کے سواء تمھارے پاس کچھ ہے نہیں، آپ نے امام صاحب کو دیکھوں قرآن عظیم کی آیاتِ مقدسہ کا ترجمہ کرتے ایک دو نہیں بلکہ پورے آٹھ کلامات آپ نے گھر سے نکال کر بڑھا دیئے۔

تبصرہ:

کچھ سطحی مطالعہ والے صاحب کہتے ہیں یہ اعتراض فاضل بریلوی پر نہیں ہے بلکہ الزامی طور پر کئے ہیں موجودہ بریلویں میں سے کوئی ذی فہم قاری مجھے بتائے یہ الفاظ کون سی تحریف کا فردہیں کہ جو دوسروں سے ہیں اعلیٰ حضرتؒ پر نہیں ہیں جنہیں تم اپنا امام مانتے ہوں۔

جن کا نام بیچنے کے سواء تمھارے پاس کچھ ہے نہیں۔

آپ نے ان امام صاحب کو دیکھوں قرآن عظیم کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک دو نہیں پورے آٹھ کلمات آپ نے گھر سے نکال کر بڑھا دیئے۔

ناصبی بریلوں اگر تمھارے اندر شرم نام کی کوئی چیز ہے تو لگاؤں فتوی فاضل بریلوی پر فاضل بریلوی کو محرف قرآن ٹھرا کر ویسے ہی کافر و مرتد قرار دو جیسے تم رسول پاک ﷺ کے بیٹوں کے بارے میں بھونکتے ہو۔

قارئین سے اور مصنف سے پوچھتا ہوں یہ کلام الزامی ہوتا ہے تو الزامی کی کون سی صورت ہے کہ الزامی صورت میں اتنی بے ادبی بھی کی جاتی ہے کہ شان بھی ہوتی ہے اس کے اندر دونوں متضاد چیزیں متبین طور پر کیسے ہیں دونوں چیزیں متبین طور پر ثابت تو نہیں ہوسکتیں۔

قال:

نہیں ہمیں معلوم ہے کہ تم ایسا کچھ نہیں کرو گے کیونکہ وہ بدنصیب قوم ہیں جنہیں آج تک یزید لعین کا کفر نظر نہیں آسکا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ چوتھا بیٹا تمہاری نظر میں کافر قرار پاتا ہے۔

تبصرہ:

ہم سنی ہیں اور سنی تھے اور انشاء اللہ، اللہ کے فضل سے سنی رہیں گے نہ ہی یزیدی تھے اور نہ ہی ہیں اور نہ ہی کل ہوں گے آپ نے مالکِ کریم کے فضل سے اور حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے صدقہ یزید کو پلید کہتے ہیں اور جو یزید کو پلید نہ سمجھے وہ پلید ہے ہمارا موقف وہی ہے جو امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرتؒ کا ہے مگر یزید کے کفر کے حوالے سے علمائے اہل سنت میں اختلاف ہے وہ کسی کی تذلیل کرنے والوں میں نہیں تمہارے جملوں سے آئمہ پر طعن نظر آرہی ہے آپ نے جملوں پر غور کرو کہا۔

تم وہ بدنصیب قوم ہو جنہیں آج تک یزید لعین کا کفر نظر نہیں آسکا۔

یہ بدنصیب قوم کا دائرہ محدود ہے یا وسیع پھر اگلے قضیہ نے تو اس کو وسیع کر دیا ہے۔

کبری: ہر وہ شخص جس کو یزید کا کفر نظر نہ آئے، وہ بدنصیب ہے۔

صغری: میرے امام اعظم کو بھی یزید کا کفر نظر نہیں آیا حضرت کا توقف کا قول ہے یعنی ایک طرف نہیں۔

نتیجہ: تو کیا معاذ اللہ امام اعظم بدنصیب ہیں۔

کبری: ہر وہ شخص جس کو یزید کا کفر نظر نہ آئے وہ بدنصیب ہے۔

صغری: میرے امام سید امام غزالیؒ کو کفر نظر نہ آیا۔

نتیجہ: امام غزالی بدنصیب ہیں۔

کبریٰ: ہر وہ شخص جس کو یزید کا کفر نظر نہ آئے وہ بدنصیب ہے۔

صغریٰ: میرے امام سعد دین تفتازانی کو کفر نظر نہیں آیا۔

نتیجہ: میرے امام تفتازانی کیا بدنصیب ہیں۔

صغریٰ:

مجدد الف ثانی کو کفر نظر نہ آیا۔

کبریٰ:

ہر وہ شخص جس کو یزید کا کفر نظر نہ آئے وہ بدنصیب ہے

نتیجہ لازمہ:

مجدد پاک معاذ اللہ بدنصیب ہیں۔

اسی طرح دیگر کثیر آئمہ ہیں جو تکفیر کے قائل نہیں او خدا کے بندے! آئمہ دین کی بے ادبیاں زوالِ ایمان کا باعث بن جاتی ہیں چہ جائے کہ ان سے بلند مجتہدوں کے بارے میں زبان درازی کی جائے دوسری بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بیٹے کو خارج از اسلام سمجھنے کا کسی نے قول نہیں کیا۔

قال:

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد گرامی ہے:

﴿فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ط﴾

فاضل بریلوی نے اس آیتِ مقدسہ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور اللہ چاہے تو تمہارے اوپر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر فرما دے فاضل بریلوی نے اس آیتِ مقدسہ کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک جانب عَلٰی قَلْبِکَ ط کے معنی آپ کے دل کے

اندر کرنے کی بجائے تمہارے اوپر کی ہے دوسری جانب ترجمہ میں اپنی طرف سے اپنی رحمت وحفاظت کی کا اضافہ کر ڈالا ہے۔

قال:

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ ﴾

فاضل بریلوی اس کا ترجمہ ان الفاظ میں کرتے ہیں کا ہے کے انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا تمہارے رب کا عذاب بریلوی کے کسی بے آب کنویں کے مینڈک بتائیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا رب اور فاضل بریلوی نے اس کا ترجمہ کیا تمہارے رب کا عذاب۔

الجواب:

مولوی صاحب اصل اعتراض ﴿ يَاْتِيَ رَبُّكَ ﴾ پر ہے مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں مولوی صاحب آپ اس کا ترجمہ کیا کریں گے تمہارا رب آئے رب تو ذہاب سے پاک ہے تو یہ عقیدہ تسلیم ہے بلکہ اس سے تو اللہ کی الوہیت کی اساس ہی منہدم ہوتی ہے کیونکہ تجسیم کا قائل ہونا اللہ کے حدود کا قائل ہونا ہے اس لیے کہ تسلیم حضور کو لازم ہے "**أتى، يأتى** "کا لغوی معنی ہے حاضر ہونا اس کا ترجمہ کیجئے حاضر ہوا تمہارا رب یہ ترجمہ تو انحرافِ عقیدہ کا بیان ہو گا۔

مفسرین کی آراء:

امام نیشاپوری فرماتے ہیں:

او یاتی ربک قال ابن عباس یتنزل امر ربک فیھم بالقتل وقال الزجاج المعنیاو یاتی اھلاک ربک ایاھم بعذاب عاجل او بالقیامة

(الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النیسابوری، ت:۴۶۷ جلد ۲، صفحہ ۳۴۰، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ط۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۳م)

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

او یاتی ربک ای :امرہ بالعذاب والانتقام وقال البغوی او یاتی ربک بلا کیف لفضل القضاء بین موقف القیامة انتھی او المراد باتیان الرب اتیان کل آئة یعنی آیات القیامة والھلاک اکلی -

(تفسیر روح البیان امام عالم شیخ اسماعیل حقی البروسوی، ت ۱۱۳۷ جلد ۳ ص ۱۵۸ بیروت، دار احیاء التراث العربی)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

او یاتی ربک یوم القیامة فی ظلل من الغمام حسبما اخبر وبالمعنی الذی اراد والی ھذا التفسیر ذھب ابن مسعود وقتادة ومقاتل ،وقیل :اتیان المائکة لانزال العذاب ولاخسف بھم ،وعن الحسن اتیان الرب علی معنی اتیانه

امره بالعذاب وعن ابن عباس المراد فيهم بالقتل وقيل المراد : ياتی کل آية يعنی آيات القيامة والهلاک اکلی

(روح المعانی فیہ تفسیر القران العظیم والسبع المثانی، علامہ ابو الفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی، ت:۱۲۷۰، ص:۴۲۳ جلد ۸، صفحہ ۳۴۲)

تفسیر احکام القران قرطبی:

قال ابن عباس والضحاک :امر ربک فيهم بالقتل ا وغيره وقد يذكر المضاف اليه والمراد به المضاف

(الجامع لاحکام القرآن ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی ،ت:۱۰۶،اجلد ۷، صفحہ ۱۸۸، مکتبۃ الصفا، ط ۱۴۲۵ھ، ۲۰۰۵م)

قال:

پھر تمہارا یہ کہنا کہ فاضل بریلوی نے اس کا ترجمہ رب کا عذاب کیا ناصبی بریلوی کیا یہ تحریف نہیں جو شخص رب کا ترجمہ رب کا عذاب کرے کیا اس نے قران عظیم میں تحریف نہیں کی کیا وہ اللہ کی گستاخی کا مرتکب نہیں ہوا کیا رب کا ترجمہ رب کا عذاب کرنا شان خداوندی میں کھلی گستاخی نہیں۔

الجواب:

آپ کے روحانی پیشوا ریاض شاہ کا ترجمہ پڑھ لیا ہوتا پہلے آپ نے نالائق والد کی خبر لی ہوتی بقول تمہارے اگر یہ گستاخی ہے تو یہ گستاخی تو ریاض نے بھی کی ہے ریاض نے بھی اللہ کی بے ادبی کی ہے ریاض بھی گستاخی کا مرتکب ہوا ہے مگر ہمارے نزدیک یہ ترجمہ بالکل درست ہے کیونکہ ہم شرعی غلطی تو بیان کر سکتے ہیں اپنی خواہشات کی اتباع

نہیں کرسکتے کہ بغض ونفرت میں تیری طرح اور اختلاف کو بغض کا رنگ دے دیا جائے افسوس تو یہ ہے قیاس کے لیے تو علتِ مشترکہ ہوتی ہے کوئی وصفِ مشترک ہوتا ہے جس کے ذریعے قیاس کیا جاسکے آپ بتائیں کہ ریاض شاہ اور اعلیٰ حضرت کی عبارت میں کون سی وصفِ مشترک ہے اور علتِ مشترکہ ہے اعلیٰ حضرتؒ کا ترجمہ لغت و ترکیب و تفسیر کے کون سے اسلوب و اصول کے خلاف ہے جبکہ تیرے ریاض شاہ کا ترجمہ و تفسیر کون سے اصول کے مطابق ہے جس بندے کو ترکیب نہ آئے وہ بنے بھی مفسرِ قرآن جس بندے کو موصوف صفت کا معلوم نہ ہو وہ مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ کرے افسوس ہے کہ۔

قال:

اگر کوئی مسئلہ سمجھانا تھا تو بریکٹ دی جاسکتی تھی فضولیات میں تو سینکڑوں صفحات کالے کردیے جاتے ہیں شان خداوندی کے لیے قوسین لگانے کی بھی توفیق نہ مل سکی اور رب کا ترجمہ رب کا عذاب کردیا۔

الجواب:

اگر بریکٹ والا اعتراض ہے اور اس کے بغیر لکھنے میں گستاخی ہے تو تیرے والد نے بھی بغیر قوسین اور بریکٹ کے لکھا ہے اب بتا ذرا اور ہمت کر آپ نے والد کو گستاخ اور شان خداوندی میں کھلی گستاخی کا مرتکب ٹھہرا ہم بھی دیکھیں حق کی آواز ہے یا ڈالرِ ایران کی آواز ہے پھر تو کہتا ہے فضولیات میں میرے امام کا بتا کہ کون سا رسالہ فضولیات پر مشتمل ہے اللہ اور رسول کی دعوت، رسول کی بے ادبی و اہل بیت کا دفاع

اگر فضولیات میں سے ہیں تو دین کس چیز کا نام ہے فضول تو بیکار چیز کر سکتے ہیں اب بتا کون سے صفحات فضولیات پر مشتمل ہے ،تو افسوس ہے اس عرفان پر جو اعلیٰ حضرتؒ کے نام پر ساری زندگی کھاتا رہا اب اس کتے کو بھونکنے کے لیے رکھ لیا آپ نے مالک پر ڈوب مر عرفان تیری زندگی فضولیات پر مشتمل گزری ہے اس سے کب توبہ کرے گا اور تیرے نزدیک تو حضور حافظِ ملت پیر سید جلال الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ کی زندگی ساری یہ درس پڑھاتے گزری کہ بس اعلیٰ حضرتؒ ہی ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ آپ کے والد کی زندگی بھی فضولیات پر گزری ہے خبثِ باطن میں تو قارئین کو پیچھے بھی کئی مقامات پر توجہ دلا چکا ہوں کہ مؤلف جھوٹ بول رہا ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ سے پیار کرتے ہیں اور محاسنِ کنز الایمان بیان کرتے ہیں اب اس مقام پر قارئین پر مزید واضح ہوا ہو گا کہ یہ اندر کتنا بغض چھپائے بیٹھا ہے۔

قال:

ناصبی بریلوی تمہاری مثال اس بھینس جیسی ہے جو سفید گائے کو دم کالی ہونے کا طعنہ دیتی ہے۔

تبصرہ:

یہ اگلا خبثِ باطن یعنی کہ تم کو یہ تھوڑی سی غلطی نظر آگئی اور جو تمہارے امام احمد رضا کی غلطیوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں اس کو کیا نام دو گے اب یہ گفتگو بھی اعلیٰ حضرت کی تحریف پر مبنی ہے تمہیں ضرورت نہیں اس شخص پلید کی تعریف و تحسین کرنے کی مگر اس نے کہا کہ میرا تعریف کرنا فضول ہے میری مراد وہ نہیں تو قارین بتا دیں

یہ کلام کی کون سی قسم ہے جس سے ادب جھلک رہا ہے۔

قال:

جو بریلویت ایک عرصے تک ادب کا استعارہ رہی اب وہی بریلویت گستاخی اور سادات دشمنی کا عنوان قرار پا چکی ہے۔

تبصرہ:

جو سادات بریلوی تھے وہ باادب تھے مگر ترجمہ تحریف والا پڑھتے تھے، مگر ترجمہ اللہ کی بے ادبی والا پڑھتے تھے مگر ترجمہ اس شخص کا پڑھتے تھے جو تحریفِ لفظی قرآن میں کرتا تھا ان سب چیزوں کے باوجود ادب کا استعارہ تھی مگر اب بریلیت وہ کون سی بریلویت تھوڑے سے فصول لگائیں اس عبارت میں کہ آپ نے فصل لگانے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی ساری بریلویت ہی کو گستاخ اور دشمن اہل بیت کے زمرے میں شامل کر دیا یہ تم پر قرض ہے کہ بریلویت کی تقسیم کا۔

تحریفات کی چھٹی مثال:

قال:

﴿وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى﴾

فاضل بریلوی نے کہا: اس پیارے چمکتے تارے کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

تبصرہ:

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اعلیٰ حضرتؒ کا ترجمہ لفظی نہیں ہے کہ یہ

اعتراض کیا جائے اب مولوی صاحب کو ترجمہ کی اقسام کا علم ہی نہ ہو یا بغض اعلیٰ حضرتؒ میں یہ بات نہ سمجھے تو اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے اللہ ہدایت عطا فرمائے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

قال جعفر بن محمد بن علی بن الحسین: ﴿وَ النَّجْمِ﴾ یعنی محمد ﷺ ﴿إِذَا هَوٰى﴾ اذا انزل من السماء لیلة المعراج-

(الجامع لاحکام القرآن ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، ت: ٦٧١، جلد ١٧، صفحہ ١٨٨، مکتبۃ الصفا، ط ١٤٢٥ھ، ٢٠٠٥م)

تفسیر بغوی میں ہے:

وقال جعفر الصادق یعنی محمدا ﷺ اذ نزل من السماء لیلة المعراج

(تفسیر البغوی، المسمی المعالم التنزیل، امام ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی، ت: ٥١٦، ص ٢٦٢، ج ٤، بشاور، المکتبۃ الوحیدیۃ)

تفسیر ملا علی قاری:

وقال ابن عطاء: اقسم بنجوم المعرفة وضیائها والاهتداء بها وقیل؛ اقسم بالنبی علیه التحیة والثناء عند انصرافه من السماء

(تفسیر الملا علی القاری المسمی انوار القرآن واسرار الفرقان، نور الدین علی بن سلطان الهروی الحنفی، تؒ ١٠١٤ جلد ٥، صفحہ ٤٧، بیروت، دار الکتب العلمیہ ١٤٣٤ھ، ٢٠١٣م)

تفسیر روح المعانی:

وقال جعفر الصادق رضی الله عنه هو النبی ﷺ وهویه نزوله من السماء لیلة المعراج ،وجوز علی هذا ان یراد بھوئه صعوده وعروجه علیه الصلوة والسلام الی منقطع الاین

(روح المعانی فیہ تفسیر القران العظیم والسبع المثانی، علامہ ابو الفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی، ت:۱۲۷۰، ص:۶۴ جلد ۲۷، صفحہ ۳۴۲)

آپ نے والد کا ترجمہ پڑھا ہے قسم ہے ستارے کی جب ٹوٹ کر گواہی دے

(ترجمہ قرآن ریاض حسین شاہ)

تحریفات رضویہ کی ساتویں مثال:

قال:

اللہ فرماتا ہے:

﴿خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ﴿۳﴾﴾

فاضل بریلوی اس کا ترجمہ ان الفاظ میں کرتے ہیں انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، اگر جملہ بدل کر سامعین کی زبانوں سے سبحان اللہ کی گونج سننی ہو تو یہ الفاظ بہت ہی مناسب ہیں لیکن اگر کلمات قرآنیہ کا ترجمہ کرنا ہو تو پھر تازہ بریلوی مزاج کے مطابق یہ قرآن عظیم میں تحریف شدید ہے۔

اقول:

قرآن کا اسلوب اور طرز بھی بیان کر رہا ہے کہ اس انسان سے کون سا انسان مراد ہے اب اگر یہ کہا جاتا ہے فقط اللہ نے انسان کو پیدا کیا یہ ترجمہ تو درست تھا مگر جو اعلیٰ حضرتؒ نے ترجمہ کیا ہے وہ تفسیر کے عین مطابق ہے کہ الف لام سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کے ذکر کرنے میں نہ لغۃً قباحت ہے اور نہ ہی عرفی اعتبار سے اور نہ ہی تفسیری لحاظ سے تمام اعتبار سے درست ہے۔

مفسرین کی آراء:

تفسیر نسفی میں فرماتے ہیں:

ای :الجنس او آدم او محمدا علیهما الصلوۃ والسلام

(تفسر النسفی المسمی بمدارک التنزیل وحقائق التاویل، امام جلیل ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی، جلد ۲، صفحہ ۵۸۸، بیروت، ملتبۃ العصریۃ، ۱۴۳۵ھ، ۲۰۱۴م)

تفسیر روح المعانی:

وقال ابن کیسان : (ا لانسان) محمد ﷺ

(روح المعانی فی تفسیر القران العظیم والسبع المثانی، علامہ ابوالفضل شھاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی، ت:۱۲۷۰، ص:۱۴۱ا جلد ۲، صفحہ ۳۴۲)

تفسیر بحر المرید:

ای جنس االانسان او آدم او محمدا ﷺ

(البحر المدید فی تفسیر القرآن العظیم ، علامہ ابوالعباس احمد بن محمد بن المھدی ، ت:۲۲۴، جلد ۷، صفحہ ۲۷۵ مصر، المکتبۃ التوفیقیۃ۔)

تفسیر قرطبی میں ہے:

وابن کیسان :الانسان ھاھنا یراد به محمد ﷺ

(الجامع لاحکام القرآن ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی ،ت:۶۷۱ھ،اجلد ۱۷، صفحہ ۱۰۹، مکتبۃ الصفا، ط ۱۴۲۵ھ، ۲۰۰۵م)

کاظمی شاہ صاحب فرماتے ہیں:

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾

"آپ نے محبوب رسول کامل انسان کو پیدا کیا" شاہ نے لفظی ترجمہ کیا اعلیٰ حضرتؒ نے تفسیری ترجمہ کیا مراد دونوں کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اعلیٰ حضرتؒ نے کمالِ ادب فرماتے ہوئے نام لیا انسانیت کی جان اور واقع رسول کریم ﷺ انسانیت کی جان ہیں۔ (التبیان مع البیان)

آٹھویں مثال:

قال:

فرمان باری تعالی ہے:

﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾

فاضل بریلوی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ماکان ومایکون کا بیان انہیں سکھایا، بریلویوں سے سوال ہے کہ کون سی لغت نے البیان کا ترجمہ ماکان ومایکون کا بیان کیا ہے۔

اقول:

﴿عَلَّمَ﴾ فعل کا فاعل ذات باری ہے اور ہ ضمیر منصوب کا مرجع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، الْبَیَانَ سے کیا مراد ہے مفسرین کی مختلف آراء ہیں، میرے امام سیدی اعلیٰ حضرتؒ نے اس رائے کو ترجیح دی "ماکان ومایکون کا علم" جو کتبِ تفسیر کے عین مطابق ہے۔

مفسرین کی آراء:

تفسیر روح البیان:

تبیینا للمعلم وکیفیة التعلیم

(تفسیر روح البیان امام عالم شیخ اسماعیل حقی البروسوی ،ت۱۱۳۷جلد ۹ ص ۵۹۲،بیروت،دار احیاء التراث العربی)

تفسیر قرطبی میں ہے:

اسماء کل شیئ -وقیل علمه اللغات کلها وعن ابن عباس ایضا وابن کیسان:الانسان هاهنا یراد به محمد ﷺ ،والمراد بیان الحلال والحرام ،والهدی والضلال وقیل :ما کان وما یکون ،لانه بین عن الاولین والآخرین ویوم الدین

(الجامع لاحکام القرآن ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی ،ت:۱۰۹،اجلد ۱۷، صفحہ۱۸۸،مکتبۃ الصفا،ط۱۴۲۵ھ،۲۰۰۵م)

قال:

کون سی لغت نے ﴿ اَلْبَیَان ﴾

کا ترجمہ ما کان وما یکون کیا ہے۔

اقول:

جس بندے کا مبلغ علم اتنا کمزور اور سطحی ہو کہ وہ شخص یہ نہیں جانتا کہ ترجمہ لغوی

کے علاوہ بھی ترجمہ ہوتا ہے اس شخص کی کیا حیثیت ہے کہ وہ اعلیٰ حضرتؒ کی عبارات کو سمجھے اور اعلیٰ حضرتؒ کے ترجمے پر کوئی کلام کرے۔

قال:

اگر ﴿ الْبَيَانَ ﴾ کا معنی "ماکان ومایکون" ملتا ہے تو بریلویوں پر ادھار ہے اور اس کو چکانے کے لیے ہیں صبح قیامت کا وقت بریلویوں کو دیا جاتا ہے۔

اقول:

قارئین انشاءاللہ ذی شعور اور ذی فہم ہوں گے تو اس عبارت سے ضرور سمجھیں گے کہ یہ کہنے والا کہ ہم بھی اعلی حضرت کے مداح ہیں اور اعلیٰ حضرتؒ کے ترجمہ پر اعتراض نہیں اس میں کتنی صداقت اور کتنا جھوٹ ہے۔

دوسرا ہم کہتے ہیں قیامت تک تو دور کی بات ہے ہم آپ کو اور آپ کے ابا کو قیامت تک اور اس سے پہلے۔

تحریفات رضویہ کی نویں مثال:

قال:

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ ﴾

فاضلِ بریلوی نے کہا،

بندوں کے گناہوں کی معافی چاہو ﴿ لِ ﴾ کا ترجمہ آپ نے تو ہو سکتا ہے لیکن ﴿ كِ ﴾ کا ترجمہ بندوں کے نہیں بنتا۔

مفسرین کی آراء:

تفسیر قرطبی:

(واستغفر لذنبک)قیل لذنب امتک حذف المضاف واقیم المضاف الیه مقامه ،وقیل لذنب نفسک علی من یجوز الصغائر علی الانبیاء

(الجامع لاحکام القرآن ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی ،ت:۶۷۱،جلد ۱۶، صفحہ ۱۸۸،مکتبۃ الصفا،ط ۱۴۲۵ھ،۲۰۰۵م)

حاشیہ شیخ زادہ:

(واستغفر لذنبک)واقبل علی امر دینک وتدارک فرطاتک کترک الاولی والاھتمام بامر العدی بالاستغفار فانه تعالی کافیک فی النصر واظهار الامر

(حاشیہ محی الدین شیخ زادہ علی تفسیر القاضی البیضاوی، محمد بن مصلح الدین مصطفی القوجوی الحنفی ،ت:۹۵۱ جلد ۷، صفحہ ۳۳۶،بیروت،دار الکتب العلمیہ،ط ۱۴۳۴ھ،۲۰۱۳م)

تفسیرِ روح المعانی:

(واستغفر لذنبک)اقبل علی امر الدین وتلاف ما ربما یفرط مما یعد بالنسئة الیک ذنبا وان لم یکنه ،ولعل ذلک هو الاهتمام بامر العدا بالاستغفار فان الله تعالی کافیک فی النصر واظهار الامر وقیل :لذنبک لذنب امتک فی حقک ،قیل : فاضافة المصدر الی المفعول-

(روح المعانی فیہ تفسیر القران العظیم والسبع المثانی، علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی، ت: ۱۲۷۰، ص: ۴۵۳ جلد ۲۳، صفحہ ۳۴۲)

تفسیر ابن کثیر:

(واستغفر لذنبک)هذا تهييج للامة على الاستغفار

(تفسیر ابن کثیر، امام حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، ت: ۷۷۴ھ، ص ۱۴۸، ج: ۴ بیروت مؤسسۃ الرسالۃ ناشرون ط: ۱۴۳۷ھ، ۲۰۱۶ء)

تفسیر نسفی:

تحریفات رضویہ کی دسویں مثال:

قال:

اللہ تعالی کا فرمان:

﴿لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ﴾

فاضل بریلوی نے اس کا ترجمہ کیا،

تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

مفسرین کی آراء:

تفسیر قرطبی:

(ليغفر لک الله ما تقدم) متعلق بالفتح ،کانه قال :انا فتحنا لک فتحا مبينا لکی يجمع الله لک مع الفتح المغفرة

،يجمع الله لک به ماتقر به عينک فی الدنيا والآخرة، (ليغفرلک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر) مرجعه من الحديبئة ،

(الجامع لاحکام القرآن ابو عبد الله محمد بن احمد الانصاری القرطبی ،ت:۶۷۱،اجلد ۱۶، صفحہ۱۸۸،مکتبۃ الصفا،ط۱۴۲۵ھ،۲۰۰۵م)

تفسیر روح المعانی:

(ليغفرلک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر) والمراد بالذنب ما فرط من خلاف الاولی بالنسبة ائه مقامه علئه الصلوة والسلام فهو من قبيل حسنات الابرار سيئات المقربين وقد يقال :المراد ما هو ذنب فی نظره العالی ﷺوان لم يکن ذنبا ولا خلاف الاولی عنده تعالی کما يرمز الی ذلک الاضائة

(روح المعانی فیہ تفسیر القران العظیم والسبع المثانی،علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی،ت:۱۲۷۰،ص:۳۴۲ جلد۲۵، صفحہ ۳۴۲)

تحریفات کی گیارہویں مثال:

﴿وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ﴾

فاضل بریلوی نے اس کا ترجمہ کیا،

اور اے محبوب آپ نے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے

گناہوں کی معافی مانگے۔

کیا کوئی بریلوی بتا سکتا ہے کہ آپ نے خاصوں اور عام کس کلمہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے جو ترجمہ تم کرو جائز جو ترجمہ کوئی دوسرا کرے وہ ناجائز ہوتا ہے۔

اقول:

قارئین کرام تینوں مقام ملتے جلتے ہیں اس اعتبار سے کہ ﴿وَ اسْتَغْفِرْ﴾ کی نسبت بظاہر نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔ اس میں تو کوئی منع شرعی نہیں مگر پھر آگے ذَنْبِ کی بھی نسبت ہے۔

میں یہاں قارئین کے افادہ کے لیے کچھ ابحاث نقل کر دیتا ہوں تاکہ قاری کو فائدہ حاصل ہو۔

﴿ذَنْبِ﴾

کالغوی معنی:

دم ہوتا ہے۔

﴿ذَنْبِ﴾

ااصطلاحی معنی:

ایسے افعال کا ارتکاب جو اس کے لیے انحطاط کا باعث ہو اور عندالشرع ناپسند ہو۔

دوسری بحث:

نسبت کی دو قسمیں۔

(۱) نسبت حقیقی، (۲) مجاز عقلی۔

نسبت حقیقی:

ماھولہ کی طرف نسبت کرنا "نسبت حقیقی" ہے۔

مجاز عقلی:

غیر ماھولہ کی طرف نسبت کرنا "مجاز عقلی" ہے۔

مجاز عقلی کا وجود قرآن پاک وحدیث پاک میں کثرت سے ہیں۔

وضاحت:

ایک **فعل** ہوتا ہے اور ایک فاعل یا مفعول ہوتا ہے، **فعل** کا حقیقی طور پر جو فاعل ہے اس کی طرف اس کی نسبت کرنا اور جس پر واقع ہوا ہے اس کو **"فاعل حقیقی"** یا" **مفعول حقیقی**" کہتے ہیں۔

اسی طرح **فعل** کی نسبت حقیقی فاعل یا مفعول کی طرف نہ کی جائے، کسی اور کی طرف کردی جائے اس کو **"نسبت مجازی"** یا **"مجاز عقلی"** کہتے ہیں۔

علامہ تفتازانی نے **مختصر وغیرہ** میں اس کو بیان فرمایا ہے۔

مجاز عقلی کا وجود قرآن ومحاورات میں کثیر طور پر ہوتا ہے۔

اس کی نسبت مفعول کی طرف ہے مگر مراد امت کے گناہ ہیں اس کو **"مجاز عقلی"** کہا جاتا ہے اس کا استعمال قرآن میں کثیر مقامات پر ہوا ہے۔

﴿ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ ﴾

یہ کام تو اس کے کارندے کرتے تھے مگر نسبت اس کی طرف کردی۔

﴿ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ ﴾

﴿ الْقَرْيَةَ ﴾

سے تو سوال نہیں ہوتا اصل سے ہوتا ہے نسبت ﴿ الْقَرْيَةَ ﴾

کی طرف کر دی۔

ایک اور طریقے سے بھی اس عبارت کو سمجھا جا سکتا ہے، ایک ہوتا ہے مضاف اور ایک ہوتا ہے مضاف الیہ، مضاف کو حذف کر دیا جائے اور مضاف الیہ کو اس کا قائم مقام کر دیا جائے یہ بھی کلام عرب میں موجود ہے اور اس قرآن پاک کی آیت میں بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کا قائم مقام کر دیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرتؒ کا نظریہ تو واضح ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ کی عظمت پر پہرہ دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کر کے اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں سرخرو ہو گئے اور تم کیا منہ دکھاؤ گے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا احمد رضا تو ساری زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا درس دیتا رہا اور ہم لوگ اس پر اعتراض کرتے رہے نسوار بیچنے والوں کے پیچھے لگ کر رہی بات **لذنب امتک** اس پر میں کثیر تفاسیر کے حوالہ جات کو پیش کر چکا ہوں یہاں قارئین کے افادہ کے لیے اعلیٰ حضرتؒ کی ایک عبارت نقل کرنا چاہوں گا۔

تحریفات رضویہ کی بارہویں مثال:

﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ﴾

فاضل بریلی اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جس کی سلطنت آسمان میں ہے

عربی کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ آیۃ مقدسہ میں کوئی ایسا کلمہ شریفہ نہیں جس کے معنی سلطنت بنتے ہوں آیت کے ترجمہ کے اندر

سلطنت کا اضافہ فاضل بریلی نے آپ نے پاس سے کیا ہے

اقول:

ہم بار رہا یہ بات بتا چکے ہیں کہ اعلی حضرت کا ترجمہ تفسیری ہے

متعدّد مفسرین نے اس کا ترجمہ سلطنت سے کیا ہے

چند ایک تفاسیر بطور نمونہ پیش خدمت ہیں

تفسیر قرطبی

تفسیر روح البیان

دوسری بات مصنف بتائے کہ من سے کون مراد ہے ؟

اور پھر ترجمہ بھی کریں جو مقصد تنزیل کو واضح کر رہا ہو۔

میں قربان جاؤں سیدی اعلی حضرت کی شان پر انہوں نے ایسا ترجمہ کیا جو مقصد تنزیل کو واضح کر رہا تھا

قال:

جو جو بہانے کیے جانے والے ہیں ان سب کی ہمیں پہلے خبر ہے لیکن کاش ناصبی بریلویوں میں کوئی ماں کا ایسا بیٹا ہوتا جس کے ساتھ بیٹھ کر اصولی طور پر دو دو باتیں ہوسکتیں.

اقول:

اس عبارت میں دیکھیں کیسے خبث بھی ظاہر کیا کہ جو بہانا بنائے گے وہ ہمیں معلوم ہے

یعنی علمی اصطلاح کو جو بہانا کہے وہ کہتا ہے مجھ سے علمی گفتگو کرو۔

افسوس جس کو علمی اصطلاحات کا علم نہیں وہ کہہ رہا ہے مجھ سے علمی گفتگو کرو۔

افسوس جھوٹا اور کذاب ہے وہ

کہتا ہے مجھ سے علمی گفتگو کرو

امیر اہل سنت یعنی امیر دعوت اسلامی کے حوالے سے زبان درازی

افسوس ہے ایسے بدبخت شخص پر جو آپ نے باپ کو گالی دے

افسوس ہے ایسے شخص پر جو آپ نے محسن کو سب وشتم کرے

افسوس ہے ایسے شخص پر جس کی خدمات مسلمہ ہیں

امیر دعوت اسلامی جیسی شخصیت کسی نعمت سے کم نہیں ان کا وجود مسعود آپ نے اندر بہت ساری برکات لیے ہوئے ہے

تمھارے ممدوحین نے کیا کیا سوائے شر وفتنہ کے ؟

جبکہ امیر دعوت اسلامی نے چار سو رسول کریم کی محبت کو عام کیا ہے

اس کا خبث باطن کا علاج اللہ ہی کے پاس ہے

قال

مزید خبث:

ان چند سطروں میں تمام تحریفات رضویہ کو جمع نہیں کیا گیا ہے تو تحریفات رضویہ کے گودام سے نکالی ہوئی صرف ایک درجن مثالیں ہیں ورنہ ناصبی بریلویوں نے جو مزاج اپنا لیا ہے اور جس انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹوں کو محرف قرآن بکنا شروع کر دیا ہے اس مزاج کے مطابق فاضل بریلی مولنا احمد رضا خان ہر دوسری آیت کے ترجمے میں محرف قرآن اور پھر آپ نے ہی پیرو کاروں کی روشنی میں کافر و مرتد قرار پائیں گے

الامان الحفیظ !ان کے ممدوح کو کہا کہ آپ نے غلط کیا تو بجائے کے مانتے غلط کیا ظالموں نے اکابرین کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔

فاضل بریلی کی تحریفات لفظی:

قارئین کرام

حضرت فاضل بریلی نے صرف قران عظیم کی تحریف معنوی کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ آپ نے تازہ بریلوی مزاج کے تناظر میں

قرآن پاک میں تحریفات لفظی کا ارتکاب بھی جی بھر کے کیا ہے

جی ہاں

ملفوظات اعلی حضرت کے پرانے نسخوں میں اس کی ان گنت مثالیں مل سکتی ہیں لیکن ہم دو مثالوں پر اکتفاء کریں گے۔

تبصرہ:

اعلی حضرت رحمہ اللہ جیسی مبارک ہستی پر تحریف معنوی کا الزام لگا کر اس کا دل نہیں بھرا تھا کہ اس نے تحریف لفظی کا بھی الزام لگا دیا پھر اس نے ایک داؤ کھیلنے کی کوشش کی کہ تازہ بریلوی مزاج، اس کے لیے ضروری ہے کہ اسی طرح کی کوئی مناسبت تحریف لفظی کی موجود ہو جبکہ ایسا کچھ بھی نہیں جس سے معلوم ہوا کہ یہ بدترین الزام اور خبث پر مشتمل جسارت ہے۔

پھر یہ کہنا کہ ایک دو نہیں تحریف لفظی کی مثالیں کثیر ہیں جو فاضل بریلی نے کی ہیں حالانکہ یہ جو مثال پیش کی ہے یہ نسخہ مطبوعہ کی غلطی ہے، نہ کہ تحریف لفظی۔ ہم

پیچھے عرض کر چکے ہیں تحریف لفظی کے لیے قصد شرط ہے۔

فاضل بریلی کی دوسری تحریف لفظی:

انتہائی خطرناک تحریف قرآنی۔

قال:

ہم جانتے ہیں کہ بریلوی بہانے بازی کرتے ہوئے کبھی کاتب کو ذمہ دار بنائں گے تو کبھی ملفوظات کے جامع کو مورد الزام ٹھہرائے گے۔

لیکن ایک ایسی جگہ بھی ہے جہاں فاضل بریلی نے آپ نے ہاتھوں سے آیت لکھی اور آپ نے ہاتھوں سے ترجمہ لکھا مگر قرآن پاک میں تحریف لفظی کر ڈالی۔

تبصرہ:

پرانا مرض۔

پہلے کہاں بریلی بہانہ بازی کرے گے۔

یعنی اس کا جواب تحقیقی دینا بھی اس کے نزدیک بہانہ بازی ہے۔

پھر یہ کہنا کہ تازہ مزاج بریلویان یہ کہنا کیا معنی خیز ہے۔

پھر کہنا ہم اعلی حضرت سے پیار کرتے ہیں عجب تعارض۔

اعلی حضرت پر فتوی کفر:

اس عبارت کو بغور پڑھیں کوئی بھی مفتی اسلام اس میں توجیہ کر دے کہ یہ جملہ کفر کو پیش نہیں کر رھا۔

کیونکہ اس میں کاتب کے احتمال کو رفع کیا۔

جامع کے احتمال کو بھی رفع کیا۔

اور پھر بولا آپ نے ہاتھوں سے لکھی۔

پھر مزید اس میں احتمال کو رفع کیا۔

کہ ترجمہ بھی خود کیا۔

اتنے بڑے خبث رکھنے والے کو۔

یہ عرفان شاہ کہ رہا ہے کہ تمہیں تصنیفی خدمات پر ایوارڈ دیا جاتا ہے۔

عرفان شاہ صاحب آپ آپ نے والد صاحب کی نا اہل اولاد کی روش پر ہیں اس دورنگی کو چھوڑ دیجئے زرا ہمت کیجئے اگلے اقدام کی۔

حالانکہ یہ ایک آیت کا دوسری آیت سے اشتباہ بھی ہو سکتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ انسان بھول بھی سکتا ہے۔

تیسری بات ممکن ہے کہ کتابت میں بھی غلطی ہو گئی ہو۔

خاتمہ:

قارئین ذی احتشام آپ پر ما قبل کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی کہ ریاض شاہ نے اپنے کلام میں تحریف معنوی کا ارتکاب کیا جس کو ہم نے تفاسیر سے واضح کیا۔

صاحب ذی شعور پر یہ مخفی نہیں ہو گا کہ ریاض شاہ کی تحریف کے بعد اس کے سکھر کے حواری نے بے جا غلامی کا پٹھا اپنے گلے میں ڈالا اور شریعت سے منحرف ہونے کا ارتکاب کیا ہم اس خاتمہ میں دوبارہ یہ سوالات دہرا دیتے ہیں کہ:

پہلا سوال:

ریاض شاہ یا اس کے حواری اس تفسیر کو ثابت کریں کہ یہ اہل سنت کی تفسیر ہے اگر۔۔۔نہ کر سکے جو قیامت تک ثابت نہیں کر سکیں گے تو تاویل ثابت کریں تاویل ثابت کرنے کے بعد یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ یہ تاویل مقبول ہے۔

دوسرا سوال:

ہم نے قارئین کے افادہ کے لیے ریاض شاہ کی تقریر بعینہ نقل کر دی جس میں بار بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر اور شروع میں ﴿ وَ رَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ میں حضرت کا ذکر بلکہ پوری آیت پڑھنے کے بعد اس کی تفسیر میں حضرت علی کا ہی ذکر کرنا یہ کونسی تفسیر ہے۔ تیسرا سوال:

ریاض شاہ کے حواری کا یہ مغالطہ دینا کہ مدعی تم ہو میں سائل ہو یہ واضح کریں کہ مدعی کا وظیفہ صرف یہی ہوتا ہے اور اس کے وظیفے میں تغیر کب ہو گا۔

چوتھا سوال:

پوری کتاب میں مصنف نے اعلی حضرت کو تحریف کا مرتکب ٹھہرایا اگر مگر سے اور کہیں اگر مگر بھی نہیں تھا مصنف صرف اتنا دیانتداری سے بتادیں کہ اس مقدمہ کی بناء درست ہے یا نہیں اس مقدمہ کی بناء جب درست ہو سکتی تھی کہ جو ریاض شاہ نے کلام کیا تھا وہ تحریف پر مشتمل نہ ہوتا بطلان تالی مقدم کے بطلان کو ثابت تب کرتا کہ جب مقدم ہی باطل ہوتا جب مقدم کا اثبات ہو گا تو تالی کا بطلان ثابت نہیں ہو گا۔

پانچواں سوال:

مصنف نے تحریف لفظی کے ارتکاب میں اعلی حضرت کو مورد ٹھہرایا، تحریف

لفظی کا حکم واضح کریں اور اپنی عبارت کو غور سے پڑھیں کہ مصنف نے احتمالات کو رفع کرنے کے بعد تحریف کا مرتکب ٹھہرایا ہے مصنف واضح کردیں کہ اس عبارت کی روشنی میں کیا حکم ہو گا۔

یہ پنجتن پاک کی نسبت سے پانچ سوال ہیں۔

ماحصل:

مصنف پر لازم ہے کہ پہلے ریاض شاہ کی تقریر کو تحریف سے منزہ اور پاک ثابت کریں اس کے بعد یہ ثابت کریں کہ تحریف کے جو احکامات ہیں وہ ریاض شاہ کی تقریر پر لاگو نہیں ہوتے اس کے لئے مستند تفاسیر اور معتمد اقوال کی روشنی میں ریاض شاہ کی گفتگو کو ثابت کریں گے ۔اس کے بعد یہ ثابت کریں کہ اعلی حضرت پر جو الزام پیش کیا یہ محض فرضی ہے جس کا حقیقت محصلہ سے کوئی تعلق نہیں۔

تمت

محمد شاہد بندیالوی

۲۰۔ستمبر۔۲۰۲۳